دین کو دنیا پر مقدم کرو

ان دنوں بدیوں کا جس قدر زور ہے اور مخالفین اسلام جو جو کاروائیاں اسلام کے نابود کر دینے کیلئے کر رہے ہیں۔ وہ ظاہر ہی ہیں۔ کوئی وقت خالی نہیں جاتا۔ کہ جس میں دشمنان اسلام اسلام پر حملہ کر رہے ہوں۔ ایک تو مسیحیت کا غلبہ دوسرے آریہ مذہب کا جوش۔ تیسرے فلسفہ اور سائنس کا چرچا۔ اور چوتھے مسلمانوں کی اپنے مذہب سے لاعلمی۔ یہ ایسے روگ ہیں۔ کہ جنکا علاج سوائے رحمت الٰہی کے اور کچھ نظر نہیں آتا۔ اگر مسلمان مذہب سے واقف ہوتے۔ تو یہ بیرونی حملے چند دنوں میں ہی رائی کائی ہو جاتے۔ لیکن سب سے زیادہ افسوس تو اس بات کا ہے کہ مسلمان خود اپنے مذہب سے واقف نہیں کیونکہ جب اسلام جیسا کہ ہم یقین رکھتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کیطرف سے ہے تو پھر اس میں کسی قسم کا نقص کیونکر ہو سکتا ہے۔ پس اگر کہیں بھی دشمنان دین سے ہم کو شرمندگی اٹھانی پڑے (خدانخواستہ) تو یہ ہماری ہی سمجھ کا قصور ہے۔ نہ کہ اسلام کا۔ اور دشمن بھی تبھی جوش سے حملہ کر رہا ہے۔ جب اُسے ہماری کمزوری کا یقین ہو گیا ہے۔ پس سب سے بڑا نقص جو مسلمانوں میں پایا جاتا ہے وہ یہی ہے کہ انہوں نے کلام اللہ اور کلام رسول کو چھوڑ دیا ہے۔ اور دیگر لغویات میں پڑ گئے۔ جسکی وجہ سے ان کے اعتقاد بگڑ گئے۔ اور اعمال و اقوال خراب ہو گئے۔

حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے اس نقص کو دور کیا اور لاکھوں کی ایک جماعت قائم کر دی جو خدا کے فضل سے قرآن شریف سے سچا اخلاص رکھتے ہیں۔ اور رسول اللہ کی بات بات پر قربان ہونے کیلئے تیار ہیں۔ وہ اسلام کے شیدا اور سچائی کے فدائی ہیں۔ اور نور ایمان بہت سے سینوں میں ان کی رہنمائی کرتا ہے۔

اس جماعت کو صراط المستقیم پر ثابت کرنے کے لئے حضرت صاحبؑ نے بہت سی تجاویز پر عمل کیا ہے اور ہر ایک تجویز اپنے اپنے رنگ میں ایسی مفید ثابت ہوئی۔ کہ دیکھنے والے حیران رہ گئے۔ چنانچہ سب سے آخر میں آپ نے یہ دیکھتے ہوئے کہ ہماری جماعت میں علماء کی بڑی ضرورت ہے جو کہ جماعت میں اسلام کے سچے امور کی تعلیم دیں اور لوگوں کو وعظ و نصیحت سے خدا کے فضل و کرم سے بھٹکنے نہ دیں۔ ایک مدرسہ کی بنیاد ڈالی جسکا مقصد دینیات کی تعلیم دینا تھا۔ اور آپ کی وفات کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح نے پسند فرمایا کہ آپ کی یادگار کے طور پر اس مدرسہ کو بڑے پیمانے پر قائم کیا جائے اور اس میں ایسے علماء پیدا کرنے کی کوشش کی جائے جو موجودہ ضروریات کو پورا کرنے کے لئے اچھی طرح سے قابل ہوں چنانچہ اس مدرسہ کا نام **احمدیہ** رکھا گیا۔ اور اس وقت سے اس کی مفید اور کارآمد بنانے کی متواتر کوشش چلی آ رہی ہے۔ لیکن وہی فساد جسکے دور کرنے کے لئے اس مدرسہ کے قائم کرنے کی ضرورت پڑی تھی اس کے سدراہ ہوا۔ یعنے لوگوں کا دنیا کیطرف بڑھتا ہوا میلان چنانچہ ابتک سوائے چند طالبعلموں کے باقی کل کے کل وہی طالبعلم ہیں۔ جنکو وظیفہ کے زور سے اس مدرسہ میں داخل کیا گیا ہے۔ اور میں دیکھتا ہوں۔ کہ باوجود حضرت کی یادگار ہونیکے اس مدرسہ کیطرف احباب نے بہت کم توجہ کی ہے۔ ورنہ چار لاکھ کی جماعت میں سے سو ڈیڑھ سو لڑکا اب نکل آنا کیا مشکل تھا۔ جو اپنے خرچ پر دین کے لئے تعلیم پاتا۔ قرآن شریف میں صریح حکم ہے کہ **ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینہون عن المنکر** اور پھر فرمایا کہ **وما کان المؤمنون لینفروا کافۃ فلولا نفر من کل فرقۃ منہم طائفۃ لیتفقہوا فی الدین ولینذروا قومہم اذا رجعوا الیہم لعلہم یحذرون** ۔ پس موجب ان آیات کے ایک ایسی جماعت ہونی چاہئیے کہ جو اپنی زندگی کا ایک حصہ دینی علوم حاصل کرنے میں لگا دے اور پھر خواہ یہ لوگ تبلیغ دین پر ہی لگ جائیں۔ اور خواہ دوسرے کام بھی کرتے رہیں اور تبلیغ دین میں بھی مشغول رہیں اور ہماری جماعت کا تو ایسے علماء کا پیدا کرنا فرض مقدم ہے کیونکہ انہوں نے بیعت کرتے وقت عہد کیا ہوا ہے کہ ہم دین کو دنیا پر مقدم رکھیں گے۔ اب ایک طرف دنیا کی طرح طرح کی نعمتیں اور ترقیات کا سلسلہ نظر آتا ہے اور دوسری طرف یہ شان و شوکت نظر میں آتی پس یہی موقعہ ہے کہ ہمارا دعویٰ کا صدق آزمایا جائے۔ اور متقیوں کے اتقاء کی آزمائش کیجائے۔ اور مجھے یقین ہے کہ احباب ضرور اس کام کو پورا کرتے رہیں گے۔ جن لوگوں نے اپنے پیرائے کو چھوڑ کر اور طرح طرح کے دکھ اٹھا کر بھی سچے راستہ کو نہیں چھوڑا اور صراط مستقیم پر قائم رہے ان پر یہ گمان کب ہو سکتا ہے کہ وہ اس کار ثواب کے پورا کرنے میں قاصر رہیں گے۔ اور اب تک جو کچھ سستی ہوئی ہے اس میں صرف احباب کا ہی قصور نہیں۔ بلکہ مجھے ماننا پڑتا ہے کہ خود ہمارا بھی قصور ہے کیونکہ جب لوگوں نے اس طرف توجہ نہیں کی تو ہمارا فرض تھا۔ کہ ہم ان کو اس طرف متوجہ کریں۔ اور اگر پھر بھی وہ متوجہ نہ ہوں۔ تو بیشک ان پر الزام آتا ہے۔ مگر گذشتہ را صلوٰۃ کے مقدمہ پر عمل کرتے ہوئے میں احباب کو اسطرف توجہ دلانیکی جرأت کرتا ہوں کہ وہ نہ صرف مال سے بلکہ اولاد سے اس سلسلہ میں مدد دیں اور جن کو خدا نے دو یا تین لڑکے دیئے ہیں وہ اللہ کی راہ میں ایک لڑکا دیدیں جو مدرسہ احمدیہ میں تعلیم دین حاصل کرے اور خدا چاہے تو ہزاروں لاکھوں کو راہ ہدایت دکھلا کر اپنے اور اپنے والدین کے لئے خدا تعالیٰ کے حضور اجر کا مستحق ٹھہرے یاد رکھو کہ جو خدا تعالیٰ کے لئے ایک دانہ بھی خرچ کرتا ہے خدا تعالیٰ اُسے بڑھاتا ہے اور اتنا بڑھاتا ہے کہ کسی کو اس کی امید بھی نہیں ہوتی۔ **من ذا الذی یقرض اللہ قرضاً حسناً فیضاعفہ لہ اضعافاً کثیرۃ** حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایک بیٹے قربانی کرنیکا ارادہ کیا تھا۔ ان کو اس کے بدلے میں اتنی اولاد کا وعدہ دیا گیا کہ آسمان کے ستاروں کی طرح جسکا شمار نہ ہو سکے اسی طرح حضرت اسماعیل نے اپنی زندگی خدا کے راہ میں قربان کردینے کا ارادہ کیا تھا جسکے بدلے میں ان کو یہ رتبہ ملا کہ آپ کی اولاد میں سے ایک شخص پیدا ہو کہ جسکی راہ میں مرنیوالوں کی نسبت اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ **لا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء ولکن لا تشعرون** ط

پس یہ گمان مت کرو کہ تمہاری قربانیاں یا خدمتیں ضائع جائینگی۔ اس کے بدلے میں جو خدا تعالیٰ نے تمہارے لئے انعام مقرر کیا ہے وہ یہ ہے۔ **وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ** یہ مت سمجھو کہ عربی یا دینیات کی تعلیم میں دنیاوی نفع نہیں رزق اللہ کے قبضہ میں ہے وہ جسے چاہتا ہے دیتا ہے۔ اس وقت تمام دنیا کی اصلاح کے لئے جس شخص کو خدا تعالیٰ نے چنا وہ انگریزی نہیں جانتا تھا۔ نہ اسکا خلیفہ اس زبان سے واقف ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ اس میں یہ حکمت بھی تھی کہ خدا تعالیٰ جسے چاہتا ہے عزت دیتا ہے انسان کی کوششوں سے کچھ بھی نہیں ہو سکتا **قل للہ العزۃ جمیعاً**

غرضیکہ یہی کہ ہماری موجودہ حالت ایک علماء کے گروہ کی ضرورت محسوس کرتی ہے اور یہ کہ حضرت صاحب کی خواہش تھی کہ ہم میں سے ایسے لوگ پیدا ہوں جو دین سے بکلی واقف ہوں بلکہ خدا تعالیٰ کا حکم ہے کہ ایک ایسی جماعت ضرور ہونی چاہیئے یہ وقت خدمت کا ہے جو ثواب کمانا چاہے کما لے ورنہ وہ دن آتے ہیں کہ جماعتیں کی جماعتیں دین میں داخل ہوں گی۔ اور ہزاروں نہیں لاکھوں اپنا مال و اسباب اپنی جان اور اپنی اولاد خدا کی راہ میں پیش کریں گے۔ لیکن آجکل کی خدمت کرنیوالوں کی نسبت وہ درجہ میں بہت کم ہوں گے ؎

میں امید کرتا ہوں کہ بہت جلد احباب اپنے لڑکوں کو مدرسہ احمدیہ میں داخل کرنے کے لئے بھیجیں گے۔ اور خدا تعالیٰ کے حضور ثواب کے مستحق ٹھیریں گے۔ جن احباب کو کوئی بات دریافت کرنی ہو وہ مجھ سے دریافت کر سکتے ہیں۔

(حضرت صاحبزادہ) مرزا محمود احمد قادیان)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

تقریر حضرت مولوی محمد احسن صاحب

(برموقعہ جلسہ سالانہ)

حضرت مولانا مولوی محمد احسن صاحب فاضل امروہی نے پہلے ایک لمبی چوڑی دعا فصیح و بلیغ مقفیٰ و مسجع عربی میں پڑھی منجملہ ان کے ایک دعا یہ ہے **اللّٰھم الھمنی علما اخذ بہ اوامرک ونواھیک وارزقنی فھما اعلم بہ کیف اناجیک یا ارحم الراحمین اللّٰھم ارزقنی فھم النبیین وحفظ المرسلین والھام الملٰئکۃ المقربین برحمتک یا ارحم الراحمین ۔ اللّٰھم افتح لی ابواب رحمتک وانشر علی من خزائن علمک یا ارحم الراحمین ۔**

پھر اعوذ بسم اللہ کے بعد یہ آیت پڑھی۔

لا خیر فی کثیر من نجواھم الا من امر بصدقۃ او معروف او اصلاح بین الناس ومن یفعل ذلک ابتغاء مرضات اللہ فسوف نؤتیہ اجراً عظیماً ۔

فرمایا یہ چھوٹی سی آیت اس خاکسار نے پڑھی ہے۔ اگرچہ سب احباب بالخصوص حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ

طیبہ میں سے حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب نے بہت کچھ جامع و ملنغ بیان کیا ہے۔ مگر میں بھی بحکم کم ترک الاول للآخر تقبیلاً للحکم کچھ سنا ہی دیتا ہوں۔ واضح ہو کہ حضرت آدم سے لیکر ابتدیم تک وقتاً فوقتاً تلبیسات اور دجل کا زور ہوتا رہا ہے اور طرح طرح کے مفاسد و شبہات کی وقتاً فوقتاً ترقی رہی۔ یہانتک کہ بہ سبب ظہور فساد فی البر والبحر کے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا زمانہ بعثت آگیا جنکے حضور کی بشارت تمام انبیاء دیتے رہتے تھے۔ یہ زمانہ بھی کثرت الفتن کا تھا۔ چنانچہ ارشاد فرمایا تھا۔ ظہر الفساد فی البر والبحر۔ اللہ تعالےٰ نے بتقاضائے صفت رحمانیت کے آنحضرت صلعم کے وسیلے سے جو فساد عالم و عالمین میں رائج ہوا تھا۔ جسقدر چاہا۔ اس کو رفع فرمایا۔ بعد اس کے خلفاء راشدین رضہ کا زمانہ ہوا ہے جسمیں دین اسلام کی ترقی لانظیر واقع ہوئی۔ لیکن اللہ تعالےٰ کے علم میں ایک آخری زمانہ دجالی بھی تھا۔ اور وہ یہی زمانہ ہے جبکہ تمام عالم میں مذاہب دجاجلہ اور ادیان باطلہ کی کثرت ہو رہی ہے۔ اس وقت بھی حسب سنت اللہ کے اللہ تعالےٰ کی صفت رحمانیت نے تقاضا کیا تو امت محمدیہ میں سے ایک عظیم الشان انسان جری اللہ فی حلل الانبیاء کو مبعوث فرمایا تاکہ جو بدعات سیئہ و خیالات عقاید فاسدہ پیدا ہوگئے ہیں ان کو دور کرے۔ اور بیرونی دشمنوں اور اندرونی مخالفوں کی مدافعت فرمائے۔

یہ زمانہ دجالی ہے اس کے ثبوت کے لئے ایک ادنےٰ سی بات پیش کرتا ہوں کہ قطع نظر تلبیسات دینیات کے دنیاوی امور میں ہی دیکھو کہ ہر چیز پر کسقدر دجل اور ملمع سازی ہے۔ سونے چاندی کے متعلق ہی نہیں بلکہ ہر چیز میں ہر بات میں دجل اور ملمع کی کارروائی بکثرت دیکھی جاتی ہے۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ زمانہ زمانۂ دجالی ہے۔ پھر اس دجالیت کے مظہر کو احادیث میں مسیح الدجال کہا گیا ہے۔ جس سے یہ مراد ہے کہ وہ تمام دنیا کی مسافت کریگا! کون نہیں جانتا کہ جو ترقی علم جغرافیہ کو اس وقت میں ہوئی ہے وہ اس سے پہلے ایسی کبھی نہیں ہوئی۔ دیکھو حضرت موسیٰ کی قوم چالیس سال تک ایک جنگل میں حیران و سرگردان رہی۔ آخر کیوں؟ اس لئے کہ راستہ نہیں ملتا تھا۔ اب تو چپے چپے پر سڑکیں طیار ہیں۔ دریا۔ ریگستان۔ اور بیابان سب کی مساحت ہوگئی اور ہو رہی ہے۔ پس اے میرے دوستو! بتاؤ کہ حسب قول مشہور "نکل دجال عیسیٰ" کیا ضروری تھا یا نہیں کہ مسیح موعود مبعوث ہو۔ ورنہ اللہ تعالےٰ کی صفت رحمانیت اس امت محمدیہ کے لئے ضایع جاتی "نعوذ باللہ منہ" حالانکہ فرمایا گیا ہے کہ ان اللہ یبعث لھذا الامۃ علے راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا۔ چنانچہ صدی کے سر پر ایک شخص نے دعویٰ کیا کہ میں وہی مسیح موعود ہوں جسکا وعدہ کتب آسمانی میں زبان نبوت سے دیا گیا تھا۔ لوگوں کو چاہیئے تھا کہ اس انعام خداوندی کی قدر کرتے۔ اور کفران نعمت کر کے مستحق عقوبت نہ ہوتے۔ بلکہ ایسا نہ ہوا چونکہ مامور من اللہ کے وقت ہی شیطانی آوازیں بھی آیا کرتی ہیں۔ ان الشیطین لیوحون الی اولیآءھم لہذا آوازیں تکذیب کی بھی بکثرت آنے لگیں۔ اور الہامات شیطانی بھی موافق اپنی اپنی استعداد کے فاسدہ کے مکذبین کو ہونے لگے۔ اور سنت اللہ کے بموجب لوگ بموجب فاتبعہ شہاب ثاقب ...

مبین کے ہلاک اور تباہ ہوگئے۔ یعنے جنکی نسبت الہام رحمانی و وحی ربانی نے فتوےٰ دیا تھا کہ وہ ہلاک ہوں۔ وہ ہلاک ہوگئے معہذا جو بدی پر تھے وہ آواز شیطان کے تابع رہے۔ مولانا روم فرماتے ہیں ؎

بانگ شیطاں گلہ بان اشقیا است
بانگ سلطاں پاسبان اولیا است

چنانچہ ان آوازوں میں سے کسی نے عصا موسیٰ سنایا۔ کوئی کانا دجال بنگیا۔ کوئی مدراس سے بول اٹھا۔ اور کوئی جموں سے بجائے چراغ کے ظلمت افزا بیٹھا ہوا ہے۔

لیکن اہل نظر کی نظر میں ان دو آوازوں میں بڑا فرق اور تفاوت بیّن ہے۔ دیکھو دشمن کے لئے جب دروازہ بند کرتے ہیں تو بھی آواز آتی ہے۔ اور دوست کے لئے جب دروازہ کھولیں تو بھی ایک صدا نکلتی ہے۔ مگر عقلمند وہ ہے جو ان دونوں آوازوں میں فرق سمجھے کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے ؎

تفاوت است میان شنیدن من و تو
تو بستن در و من فتح باب مے شنوم

آواز تو دونوں کی آئی۔ مگر دوست کے لئے دروازہ کھلتا ہے اور دشمن کے لئے بند ہو جاتا ہے۔ ایک پر الہام ربانی ہوتو رحمت الٰہی کا دروازہ کھولا گیا اور سچے الہامات بارش کیطرح ہونے لگے۔ برکات کا دروازہ کھلگیا۔ اس کو ایک جماعت متبعین کی دیگئی۔ اور قبولیت ڈالی گئی۔ دوسرے پر الہام شیطانی ہوا۔ تو اس پر دروازہ بند ہوگیا نہ اس کو کوئی جماعت متبعین کی دی گئی۔ نہ مقبولیت ہوئی۔ بلکہ وقتاً فوقتاً نظارہ ابتریت کا نظر آرہا ہے۔ یہ مضمون شاعرانہ نہیں بلکہ شاعر نے غالباً قرآن مجید سے اقتباس کیا ہے۔

اللہ اکبر قرآن مجید کیا ہے ایک عجیب بیش بہا نعمت ہے۔ اور اس میں کونسی صداقت ہے جو نہیں۔ میں ہر چند کہ پیر ناتواں ہوں۔ لیکن اس وقت قرآن کریم کے ارشادات کے بموجب اس بہار جاودان پر نظر کر کے اور اپنی اور مسیح موعود کا باغ کھلا ہوا دیکھ کر بہت خوش ہوگیا۔ اور فرط مسرت سے شکر اللہ تعالےٰ اس جوش کے ساتھ بول رہا ہوں جیسا کہ عالم شباب میں بول سکتا تھا۔ (واقعی ۸۰ سالہ عمر میں یہ آواز اس قدر پرجوش اور بلند تھی کہ مسجد کی فضا اس سے گونج رہی تھی)

ہر چند من ضعیفم و ہم ناتوان شدم
ہر گہ کہ روئے خوب تو دیدن جوان شدم

اب دیکھو قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ اس مضمون کی تصدیق فرماتا ہے۔ ان الذین کذبوا بایٰتنا واستکبروا عنھا لا تفتح لھم ابواب السمآء یعنے جو کبر و غرور سے تکذیب کرتے ہیں ہزاروں نشانوں کی (اس وقت میں مخبر صادق کی کیسی عظیم الشان پیشگوئیاں پوری ہوئیں اور ہو رہی ہیں اور پھر بھی تکذیب ہو رہی ہے) ان کے واسطے دروازے آسمان کے ہرگز نہیں کھولے جاتے۔ سچ فرمایا مولانا روم نے ؎

لعنت اللہ این عمل را در قفا
رحمت اللہ این عمل ادر وفا

دوسرے مقام میں ارشاد فرمایا:۔ ان للمتقین لحسن مآب جنت عدن مفتحۃ لھم الابواب۔ جو اللہ تعالےٰ سے ڈرتے ہیں (ہماری متقین میں خدا کے فضل سے داخل ہے) ان کے واسطے دروازے کھولے جاتے ہیں۔ یعنے دوسرے کے واسطے بند کئے جاتے ہیں۔ چنانچہ دیکھو جموں والے نے بڑے دعوے کئے۔ مگر کیا وہ مینار کو بنا سکا۔ جسکی اس نے تکمیل کرنا چاہی تھی۔ کیا اُسے جماعت دی گئی۔ کیا وہ ابتر نہ رہا۔ کیا کانا دجال نے کوئی جماعت تیار کی۔ جو اس خشوع و خضوع سے نمازوں کے ادا کرنے والی ہو۔ کہ تراھم رکعا سجدا یبتغون فضلا من اللہ و رضوانا میں ہے۔ کہاں ہے عصائے موسیٰ کی جماعت وغیرہ وغیرہ پھر دیکھو کہ یہ جماعت بیکس بے بس۔ بے زر بے پر ہے۔ معہذا اس کے لئے کیسی تائید الٰہی ہو رہی ہے۔ کہ یدخلون فی دین اللہ افواجا کا نظارہ بھی موجود ہے۔ اور کوئی صاحب تلاوت آیات اور تعلیم قرآن مجید میں مصروف ہے اور کوئی تعلیم حکمت قرآنی اور تزکیہ نفس میں مشغول ہے۔ یہ کیوں ہوا؟ اس لئے کہ ان کے واسطے دروازے کھولے گئے ہیں۔ ان کے دشمنوں کے لئے بند کئے گئے ہیں عصا موسیٰ نے اپنے الہاموں کی اتنی موٹی کتاب تیار کی۔ مگر جتنے الہام تھے سب غارت ہوگئے۔ اس سے ثابت ہوا کہ وہ عصا عصیان سے تھا۔ پس ثابت ہوگیا کہ اللہ تعالےٰ کی رحمانیت کے تقاضا سے دجالی فتنے کے دور کرنے کے لئے جو یہ سلسلہ قایم ہوا ہے۔ وہ خدا کیطرف سے ہے۔ اور اس سلسلہ کے بانی کے الہام جو براہین وغیرہ میں مندرج تھے پورے ہوگئے۔ اور پورے ہو رہے ہیں۔ اور انشاء اللہ تعالےٰ پورے ہوں گے۔ اسی لئے یہ آیت الہام میں ہے کہ وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الیٰ یوم القیامۃ اور ان الہام میں سے ایک یہ بھی الہام تھا۔ کہ انا نبشرک بغلام مظہر الحق والعلا الخ۔ جو اس حدیث کی پیشگوئی کے مطابق تھا۔ جو مسیح موعود کے حق میں ہے۔ کہ یتزوج و یولد لہ یعنے آپ کے ہاں ولد صالح عظیم الشان پیدا ہوگا۔ چنانچہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب موجود ہیں۔ منجملہ ذریت طیبہ کے اس تھوڑی سی عمر میں جو خلیفۃ الاول نے چند آیات قرآنی کی تفسیر میں بیان فرمایا اور سنایا ہے اور جسقدر معارف اور حقایق بیان کئے ہیں وہ بے نظیر ہیں۔ اب کوئی انہیں معمولی سمجھے۔ اور کہے یہ تو کل کے بچے ہیں۔ ابھی ہمارے ہاتھوں میں پلے ہیں۔ اور کھیلتے کودتے پھرتے تھے تو یاد رہے یہ فرعونی خیالات ہیں۔ چنانچہ فرعون نے بھی حضرت موسیٰ سے یہی کہا تھا:۔ الم نربک فینا ولیدا ولبثت فینا من عمرک سنین وفعلت فعلتک التی فعلت وانت من الکافرین (کیا میں نے بچپن تیری پرورش نہیں کی اور تو اپنی عمر سے کئی سال یہاں نہیں رہا۔ اور تو نے وہ کرتوت کیا جو کیا اور تو کفران نعمت کرنیوالا ہے) میرے بھائیو ایسا خیال کسی کے دل میں آئے تو استغفار پڑھے۔ کیونکہ فرعون کا بُرا انجام ہوا۔ جو تمکو معلوم ہے۔ مثل مشہور ہے کہ الصبی صبی ولو کان نبیا۔

ایک دقیق بات اور سمجھ لینی چاہیئے۔ آنحضرت صلعم کیواسطے اللہ تعالےٰ ارشاد فرماتا ہے۔ ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین۔ محمد تعالےٰ

مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں۔ مگر اللہ کے رسول ہیں اور نبیوں کے خاتم ہیں)

یعنی آنحضرت صلعم کا کوئی نسبی اور جسمانی بیٹا نہیں جو جانشین ہو مگر مسیح موعود کے واسطے یتزوج ویولد لہ فرمایا گیا۔ اور اس کی نسبت یہ بھی الہام ہوا۔ کہ کان اللہ نزل من السماء اس کی کیا وجہ ہے کہ نبی کریم کے ذکور میں سے کوئی ولد نہ ہوا اور مسیح موعود کے ہو۔ پس واضح ہو کہ اللہ تعالے نے حضرت ابراہیم کو تمام امتوں کا سردار بنایا ہے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا کہ انی جاعلک للناس اماما۔ ایضا وجعلنا فی ذریتہ النبوۃ ایضا ومن ذریتہ داؤد وسلیمان وایوب ویونس ویوسف وموسیٰ وھارون وکذالک نجزی المحسنین الآیۃ ابراہیم علیہ السلام کی برکت سے ان کی اولاد میں بہی کامل لوگ ہوئے۔ یہ معاملہ یہیں ختم نہیں ہوا جو لوگ محسنین ہیں، اللہ کی ذات وصفات کو دیکھنے والے ہیں، ان کو بھی ایسے ہی مراتب عطا کریں گے۔

اب چونکہ حضرت محمد رسول اللہ صلعم کسی کے باپ نہیں تو اس سے ابتر ہونیکا شبہ پڑتا تھا (نعوذ باللہ من ذالک) اس لئے لکن حرف استدراک لایا گیا۔ اور جو وہم ماسبق سے پیدا ہوتا تھا۔ اس لئے دور کر کے فرمایا کہ آپ روحانی باپ ہیں اور تمام کمالات نبوت کے جامع ہیں یعنے کامل و مکمل ہیں۔ اس لئے آپ کی مہر سے ولد روحانی یعنی نبی پیدا ہوتے رہیں گے۔ جو امتی بھی ہوں اور نبوت جزوی بھی ان کو حاصل ہو۔ تاکہ روحانی اولاد کا سلسلہ قیامت تک باقی رہے لیکن اولاد نرینہ نہ ہوئے اور بلا فاصلہ ان کے جانشین نہ بننے میں یہ ستر تھا۔ کہ اگر ایسا ہوتا تو درجہ تکمیل کامل طور پر ظہور پذیر نہ ہوتا۔ کیونکہ مثل مشہور ہے کہ تخم کچھ نہ کچھ اپنی تاثیر کرتا ہے۔ اور دوسرا آپ کے کمالات تکمیلی حضرت ابراہیم کے کمالات تکمیلی سے بھی بڑھ کر تھے پس اس لئے کہ کوئی شخص یہ گمان نہ کرنے پائے کہ یہ اثر تو تخم کی تاثیر کا اثر ہے۔ بحکم الولد سر لابیہ کے بیٹے میں ان کمالات کا کسی قدر ظہور پذیر ہو جانا ضروری تہا۔ لہذا آپ کے روحانی کمالات واسطے اظہار درجہ تکمیل کے صدیق اکبر رضہ کے سینہ میں پہنچے جو آپ کی اولاد میں سے نہیں تھے۔ تا ایک دنیا پر ثابت ہو کہ آپ ایسے کامل و مکمل ہیں کہ غیروں تک بسبب حاصل ہونے کمال درجہ تکمیل کے آپ کا اثر پہنچتا ہے۔ چنانچہ حدیث میں ہے ما صب اللہ شیئ فی صدری الا صببتہ فی صدر ابی بکر۔ یعنی کوئی چیز علوم دینیہ ومعارف حقہ اسلامیہ سے اللہ تعالے نے میرے سینہ میں نہیں ڈالی۔ مگر کہ ابی بکر کے سینہ صافی میں ڈالدی گئی۔ ہاں بالضرور جبکہ چند پشتوں کا فاصلہ واقعہ ہو گیا تو بسبب اس فاصلہ کے وہ وہم جاتا رہا۔ تو پھر آپ کی اولاد بنی فاطمہ میں سے ہی کمل افراد پیدا ہوئے۔ دیگر واضح ہو کہ سید المرسلین وخاتم النبیین محمد رسول اللہ صلعم بنی اسمٰعیل میں سے ہیں۔ مگر چونکہ وعدہ نبوت حضرت ابراہیم کی اولاد میں سے خواہ اسمٰعیل خواہ اسحاق الی یوم القیامۃ ہے اس لئے حضرت ابراہیم کی اولاد میں سے مسیح موعود بنی اسحاق سے ہوا تا یہ پیشگوئی کذالک نجزی المحسنین کی بھی دونوں ولد سے پوری ہوئی۔ وہ اس طرح سے کہ بنی اسمٰعیل میں سے تو ایک ایسے کامل اور مکمل سید المرسلین صلعم پیدا ہوں۔ جن کی امت

کنتم خیر امۃ کی مصداق ہو۔ اور بنی اسحاق میں سے ایک ایسا نبی مسیح موعود پیدا ہو جو ہو تو احمد کا غلام اور معہذا وہ نبی بھی ہو تا کہ وعدہ مندرجہ وجعلنا فی ذریتہ النبوۃ وغیرہ کا بھی اس سے پورا ہو جاوے بقول شخصے ۔ شعر

چہ خوش بود کہ برآید بیک کرشمہ دو کار

نکتہ ایست بس محرم اسرار کجا ست

پس الحمدللہ کہ ہم اس پر ایمان لائے اب ہم میں اور غیر احمدیوں میں فرق ہے۔ اور ہمیں مناسب نہیں کہ ان کے ساتھ شامل ہوں اول یہ کہ ہمارے علاتی بھائی و غیر احمدی مسلمان مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جن پیشگوئیوں کی تکذیب کر رہے ہیں ہم ان کی تصدیق کرتے ہیں۔

دوم:۔ انا لننصر رسلنا والذین آمنوا فی الحیوٰۃ الدنیا ویوم یقوم الاشہاد۔ اس کا ماحصل یہ ہے کہ جو لوگ ایمان لائے ہم ان کی اسی زندگی دنیا میں نصرت کریں گے اور پھر آخرت میں بھی۔ آگے رہا بعد الموت کی نصرت کا ہونا اور دنیا میں کوئی نمونہ اسکا نہ ہوتا تو اس کا ہر ایک فرقہ باطلہ بھی مدعی ہو سکتا ہے۔ ہم نے خدا کے فضل سے اسی دنیا میں اس نصرت آلہیہ کے نظارے دیکھے۔ پس یہی ثبوت ہے آخرت میں رحمت الہی کے دیکھنے کا۔ کہاں ہے عصاء موسیٰ۔ یعنے وہ موسیٰ جسنے عصیان کیا (الہی بخش) کہاں ہے وہ چراغ جس نے ظلمت پھیلائی۔ پھر وہ مکفر پہلا مکفر جو سارے ہندوستان میں پھرا اور اپنی تمام کوششوں میں ناکام رہا۔ وہ مخالف جس نے اپنے رسالہ میں لکھدیا کہ "محمد احسن" توبہ کرلیگا۔ مگر محمد احسن ابتک خدا کے فضل سے اپنے عقیدہ پر قائم ہے۔ اس نے ساعۃ العسرۃ میں قریب سو روپیہ کی ملازمت چھوڑ دی۔

ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا الآیۃ قریب چار ہزار روپے کے مکان کو خیرباد کہی ثم اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوھاب۔

لیکن ہمارا دشمن انی مھین من اراد اھانتک کے الہام کے نیچے آگیا۔ یہ الہام مجھے بٹالہ میں پہنچا تھا۔ اور اسی کے ساتھ یہ انی معین من اراد اعانتک۔ سو دونوں جلوے اپنی زندگی میں میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لئے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

پھر حضرت خواجہ کمال الدین صاحب اور حضرت فاضل ایم اے ہمارے سلسلہ کے ایک نوجوان مقرر و محرر ہیں۔ انہوں نے بھی تبلیغ میں اس نصرت آلہیہ کے جلوے دیکھ لئے۔ اور دیکھ رہے ہیں۔ اور انشاء اللہ تعالے دیکھیں گے۔ جزاھم اللہ فی الدارین خیرًا۔

اب میں اس آیت کیطرف رجوع کرتا ہوں کہ اس میں تین باتوں کیطرف اللہ تعالے نے توجہ دلائی ہے۔ پس واضح ہو کہ لا اور پھر الا جو نفی اور اثبات کے لئے آتا ہے۔ وہ اثبات کے لئے آتا ہے۔ پس فرماتے ہیں کہ خیر منحصر انہیں تین باتوں میں ہے ایک امر بالصدقہ یعنے جیسے واجبات اور تبرعات ہیں جتنے حسنات مالیہ ہیں ان کی تائید کے لئے حکم دینا۔ جو نفع جسمانی کا خلائق کو پہنچانا ہے۔ دیکھو قادیان میں کتنی مدیں جاری ہیں۔ یتامیٰ مساکین ابناء السبیل وغیرہ وغیرہ۔ دوم امر بالمعروف۔ جو نفع روحانی کا پہنچانا ہے یعنے ہر ایک نیکی کا کام جو مشہور اور پسندیدہ شرع اسلام کا ہو اس کا امر کرنا۔ اصلاح بین الناس جو دفع ضرر مطلق کا تھی یعنے لوگوں میں اصلاح کرنا۔ ان کو اعمال صالحہ کی ترغیب دینا گویا صدقہ میں نفع جسمانی غالب ہے، اور معروف میں نفع روحانی غالب ہے اور اصلاح بین الناس میں دفع ضرر ہے۔ اور قادیان کی صدر انجمن احمدیہ اور دیگر اراکین سلسلہ انہیں تین باتوں کا حکم کرتی ہیں۔ اور اسکا عملدرآمد بھی رکھتی ہیں۔ اللہم زد فزد۔

پھر یہ تینوں باتیں ہو سکتا ہے کہ ریا سے ہوں اس لئے فرما دیا کہ ابتغاء مرضات اللہ یعنے جو ان کاموں کو محض اللہ تعالے کی رضامندی کے طلب کے لئے کریں۔ قریب ہے کہ ہم انہیں بہت ہی بڑا اجر بخشیں گے۔

میرے دوستو! اللہ تعالے کے وعدے بڑے سچے ہیں۔ اور وہ تمہیں تمام قوموں پر روحانی فتح دیگا۔ اور ان کے دلوں کو تمہاری طرف پھیر دیگا۔ اور اس کا یہ بھی وعدہ ہے کہ ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ اس آیت پر لشارت کی نسبت تمام مفسرین ومحققین کا اتفاق ہے کہ یہ مسیح موعود کے زمانہ کے لئے ہے۔ اب چونکہ سیفی قوت سے دین کے متعلق قلوب انسانی پر کامل اثر نہیں ہو سکتا۔ اس لئے لامحالہ یہ کام اظہار دین اسلام کا براہین قاطعہ و حجج ساطعہ سے ہونا تہا۔ چنانچہ یہ اظہار دین براہین احمدیہ نے کیا۔ بعدہ یہ کام اظہار دین اسلام کا ریویو آف ریلیجنز سے ہوا۔ جو حضرت اقدس کے حکم سے جاری ہوا ہے دیکھو لیظہرہ علی الدین کلہ کا ترجمہ کیا ہے۔ کیا دنیا کے مذاہب پر نظر اس میں نہیں ہے۔ اور اسی رسالہ کا نام اس وقت رکھا گیا ہے جو کسی کو وقت تسمیہ کے اس آیت کا خیال بھی نہیں گذرا تہا۔ پس کیا اعجازی رنگ میں ریویو آف ریلیجنز کے متعلق اس آیت میں پیشین گوئی نہیں ہے۔ یہ رسالہ بھی مسیح موعود کی تحریک سے جاری ہوا۔ اور اب مولانا محمد علی صاحب ایم اے کا ہاتھ اس کو چلا رہا ہے۔ گویا یہی رسالہ ہے جسکے ذریعہ خیالات باطلہ وعقاید فاسدہ کا ابطال کیا جاتا ہے اور لیظہرہ علی الدین کلہ کا نظارہ دنیا میں مشاہدہ ہو رہا ہے۔ ورنہ کوئی بتا دے کہ کسی نے مسیح موعود ہونیکا دعوےٰ بھی کیا ہو۔ اور پھر اس نے رسالہ دنیا کے مذاہب پر نظر بھی جاری کیا ہو۔ اور ایسا ہی یہ اللہ تعالے کا سلسلہ جاری ہمیشہ کے لئے رہے گا۔ پھر ہمارے پاس وہ لشکر ہے جو آیات محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینہم الی آخر سورۃ۔ میں مندرج ہے جسکی تقریر عید کے دن کی گئی تہی۔ اور ہمارے دوست فاضل اکمل نے اسے لکھ کر بدر میں چھپوا دیا ہے۔

اب بحکم اللہ لکل ظہر بطن کے علاوہ بیان سابق کے ایک اور بطن قرآنی کو بیان کرتا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ تمام حروف تہجی اولہا الی آخرہا ان آیات کے کلمات میں موجود ہیں۔ اس میں گویا یہ اشارہ ہے۔ کہ تمام اوامر ونواہی جو ان حروف سے شروع ہوتے ہیں انپر والذین امنوا معہ یعنی جماعت کے لوگ ثابت قدم رہیں۔ اوامر کی تعمیل، نواہی سے اجتناب کرتے رہیں۔

ا - امانت - ایمان - اخلاص - ب - برکت
بر - ت - توکل - تقوی - ث - ثواب -
ج - جہاد (یعنے مجاہدہ فی الدین) جود - ح - حیا
حکمت - خ - خشوع و خضوع - د - دعا - ذ - ذکر
اللہ و ذکاوت - ر - رافت و رحمت - ز - زکوٰۃ -
س - سعادت - سلامت - سخاوت - ش - شکر
ص - صبر - ض - ضحایا - ضوء ایمانی - ط -
طہارت - ظ - ظہور دین کا - ع - عافیت - عدل -
علم - عزم - محبت - غ - غنا از خلق - غور و فکر در امور دین -
ف - فہم - فراست - ق - قناعت - ک - کرم - ل -
لیاقت - م - معرفت - ن - نور - نشاط - و -
وقار - وفا - ہ - ہمت - ہدایت خلق - ی - یقین
ناظرین کو چاہیئے - کہ ایسے نواہی بھی استخراج کر لیویں جن
کے اوائل میں یہ حروف موجود ہوں - اب یہ تمام باتیں ہم میں
جمع ہو جاویں - تو بقول شخصے ع آرے باتفاق جہانے
تواں گرفت - انشاء اللہ تعالےٰ (فسوف نؤتیہ اجراً عظیما) ہم کو
بعد از بڑا اجر عظیم ملیگا -

محمڈن یونیورسٹی

مندرجہ ذیل پروسیڈنگ الحکم میں اشاعت کیلئے

[illegible] - جس کو بڑی خوشی کے ساتھ شائع کیا جاتا ہے (ایڈیٹر)

اجلاس ڈیپوٹیشن کمیٹی منعقدہ ۱۵ - جنوری ۱۹۱۱ء بمکان نواب وقار الملک بہادر -

حاضرین - نواب وقار الملک بہادر - آنریبل صاحبزادہ آفتاب احمد خان صاحب - شیخ محمد عبد اللہ صاحب - پروفیسر عبد العزیز صاحب - میر [illegible] حسین صاحب - سید عبد الباقی صاحب رجسٹرار - مولوی ضیاء احمد صاحب بریلی - مولوی ادریس احمد صاحب - ڈاکٹر ضیاء الدین احمد صاحب - اور ... ٹول اسکوائر پرنسپل -

نواب وقار الملک بہادر کی تجویز اور آنریبل صاحبزادہ آفتاب احمد خان صاحب کی تائید ... اور جملہ حاضرین کے اتفاق سے مسٹر ٹول جلسہ کے پریسیڈنٹ ہوئے -

(۱) قرار پایا کہ ایک ضلع وار ڈائرکٹری مرتب کیجاوے - جس میں کہ تمام ان مسلمانوں کے نام درج ہوں - جن کی تفصیل ذیل میں درج کی جاتی ہے - (الف) درباری ۔ (ب) خطاب یافتہ ۔ (ج) ممبر میونسپل و ڈسٹرکٹ بورڈ ۔ (د) عہدہ داران جنکی تنخواہ پچیس روپیہ ماہوار یا اس سے زیادہ ہو ۔ (ھ) وکیل اور ڈاکٹر اور دیگر علمی پیشہ ور اصحاب ۔ (ع) سرکاری مالگذاری اور انکم ٹیکس ادا کرنے والے -

(۳) مذکورہ بالا ڈائرکٹری میں ہر ضلع کے اسلامیہ سکولوں مدارس اور انجمنوں کی مختصر حالات درج ہونی چاہیئں - انجمنوں کے ممبر صاحبان و مدارس کے منتظمین و مدرسین کی فہرست بھی شامل ہونی چاہیئے -

(۴) اس ڈائرکٹری کی تیاری کے واسطے مفصلہ ذیل کتابیں فوراً منگائی جاویں - یہ کہ ڈائرکٹری ۱۹۱۱ء ہر صوبہ کی سول لسٹ - گزٹ آف انڈیا - صیغہ زرعی مطبوعہ نولکشور پریس - گورنمنٹ گزٹ سکے وہ نمبر جس میں مسلمان ڈائرکٹروں کی فہرست شائع ہوئی ہے - ہر ضلع کے چنگی کے رائے دہندگان کی فہرست - اور اسی قسم کی دیگر کتابیں جن سے ڈائرکٹری کی ترتیب میں مدد ملے -

(۵) دو قسم کی اپیلیں شائع کیجائیں - اول ایک صفحہ کی مختصر اپیل جس کی ایک لاکھ کاپیاں ہندوستان کی مختلف زبانوں میں طبع کراکر تقسیم کی جاویں - اور دوم ایک مفصل اپیل چار صفحہ کی جس کی دس ہزار کاپیاں طبع کراکر شائع کیجاویں -

(۶) یہ کہ سردست آٹھ ایجنٹ پنجاب و صوبہ سرحدی کے لئے آٹھ ایجنٹ ممالک متحدہ کے لئے ... دو بہار کے لئے ... اور دو سندھ کیلئے مقرر کئے جاویں - یہ ایجنٹ ترتیب ڈائرکٹری میں امداد دینے کے علاوہ سردست لوگوں کو ڈیپوٹیشنوں کے خیر مقدم اور امداد کے لئے تیار کریں گے -

(۷) موجودہ سفیران کانفرنس و سرسید میموریل فنڈ کے علاوہ جو صاحب سفارت کی خدمت انجام دینا چاہیں گے - وہ اعزازی سفیر ہوں گے اور ان کو واقعی مصارف ... ۵۰ روپے ماہوار تک ... دیا جائیگا -

(۸) سفیروں کو یکم فروری سے کام شروع کر دینا چاہیئے -

(۹) تمام ٹرسٹیان کالج ؛ ممبران سنٹرل سٹینڈنگ کمیٹی کانفرنس - و ممبران اولڈ بائز ایسوسی ایشن - اور مسلمانوں کی دیگر مقتدر جماعتوں کے اراکین سے درخواست کیجاوے کہ وہ ایک ایک ماہ کی تنخواہ یا اوسط آمدنی یونیورسٹی فنڈ کو مرحمت فرماویں - اس تجویز کی تعمیل میں مفصلہ ذیل اصحاب نے ایک ایک ماہ کی تنخواہ یا اوسط آمدنی کا تحریری وعدہ فرمایا - نواب وقار الملک بہادر عزیزی مشتاق احمد بدعوہ خلف نواب وقار الملک بہادر - آنریبل صاحبزادہ آفتاب احمد خان صاحب - شیخ محمد عبد اللہ صاحب - مولوی بشیر الدین صاحب ایڈیٹر البشیر - ادریس احمد صاحب - مولوی عبد الاحد صاحب (دو ماہ کی آمدنی) اور ضیاء الدین احمد

(ضیاء الدین احمد سکرٹری ڈیپوٹیشن کمیٹی)

اسلامی یونیورسٹی

محمڈن یونیورسٹی کے قیام کی ضرورت پر بحث کی اب حاجت نہیں - ہز ہائینس سر آغا خاں بالقابہ نے اس کام کو عملی رنگ میں شروع کر دیا ہے - اور اس کی تکمیل کے لئے انہوں نے خود گدائی کے لئے نکلنا پسند کیا ہے - یہ مسلمانوں کی خوش قسمتی اور پبلک ذوق کا پیش خیمہ ہے - جبکہ اتنے بڑے وجیہ بزرگ قوم کے تعلیمی سوال کو عملی رنگ میں حل کرنے کے لئے نکلتے ہیں - اس وقت مسلمانوں کو جس کام کیطرف توجہ کرنی چاہیئے وہ یہ ہے - کہ بہت جلد مطلوبہ سرمایہ کو مہیا کر دیں - آج ۲۷ جنوری ۱۹۱۱ء تک یونیورسٹی کے متعلق سرمایہ کی فراہمی کی جو خبر آئی ہے وہ یہ ہے کہ دس لاکھ جمع ہو گیا ہے - اور ہز ہائینس سر آغا خان بالقابہ کے دوستوں نے اسی قدر اور جمع کر دینے کا وعدہ کر لیا ہے - گویا بیس لاکھ جمع شدہ سمجھنا چاہیئے - اب صرف موجودہ ضرورت کے لئے ۱۰ - لاکھ کی اور ضرورت ہے - عنقریب یہ ڈیپوٹیشن پنجاب میں آنیوالا ہے - میری رائے میں جب تک ایک کروڑ جمع نہ کر لیا جاوے - اس وقت تک ڈیپوٹیشن اپنا کام جاری رکھے - لاہور کے متعلق میرا خیال ہے کہ باعتبار لاہور کی روشن خیال اور زندہ جماعت کو

ایک لاکھ روپیہ

سے کم نہیں دینا چاہیئے - اور کم از کم ایک لاکھ صرف لاہور کے مسلمان جمع کر دیں - ایسا ہی بہاولپور کی علم دوست ریاست سے

دو ڈیڑھ لاکھ

کی توقع بے معنے اور فضول نہیں - بلکہ عین مناسب اور موزون ہے - میری دانست میں سرمایہ کا کام مارچ ۱۹۱۱ء تک ختم ہونا چاہیئے یعنے تیس لاکھ جمع ہو جانا چاہیئے -

غرض مسلمانوں کو اپنی یونیورسٹی کے لئے پوری ہمت اور سعی سے کام لینا ضروری ہے - اور جب تک ان کی اپنی یونیورسٹی نہ ہو تعلیم کا سوال عمل ہی نہیں ہو سکیگا - خدا کرے وہ وقت جلد آئے - کہ نہ صرف ایک بلکہ کئی اسلامی یونیورسٹیاں ہند میں قائم ہوں - ہم نہایت خوشی کیساتھ اس تجویز کا خیر مقدم کرتے ہیں اور راقم بڑی خوشی کے ساتھ اس کام میں اپنی سعی کو اٹھا نہ رکھیگا - چونکہ تمام تجاویز کا درجہ تکمیل تک پہونچانا اللہ تعالےٰ ہی کے فضل پر موقوف ہے - اس لئے جہاں تجاویز سے کام لیا جاوے وہاں اس کام کے مبارک اور مفید ہونے کے لئے دعاؤں سے بھی کام لیا جاوے - اور کام کرنے والے احباب اخلاص اور صدق سے اس میں حصہ لیں -

بسم اللہ الرحمن الرحیم — نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

فریادِ درد

بخدمت سکرٹری صاحبان انجمنہائے احمدیہ و احباب کرام

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ انجمن مبلغین ... قادیان کیطرف سے مجھے ہدایت ہوئی ہے کہ میں چند ضروری امور کے متعلق لکھوں اور وہ یہ ہیں آپ صاحبان پر روشن ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تو اپنا کام ہاں پورا پورا کر کے اپنے خدا سے جا ملے لیکن جس کام کو ہم لوگوں نے اپنے اوپر لیا ہے اسکا بہت سا حصہ تا حال معرض التوا میں پڑا ہوا ہے اور وہ یہ ہے کہ جن لوگوں کے بزرگوں کی جانکاہ کوششوں اور جفاکش محنتوں سے اسلام ہم اور ہمارے بزرگوں تک پہنچا ہے - وہ لوگ اس آسمانی نور اور الٰہی برکات سے ابتک بکلی محروم ہو کر مخلوق پرستی کے ہاتھوں اور زبانوں سے دکھ اٹھا رہے ہیں اور وہ پادریوں کی زبان درازی اور فریب جو یہ لوگ کر رہے ہیں یعنی عربستان مصر شام مراکش و عراق فارس ترکستان بخارا حجاز و عرب کے کروڑہا باشندگان سلسلہ احمدیہ بجز اور مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم اور ارادوں سے بالکل بے خبر ہیں بنا بریں ضروری ہے کہ اگر ہم درحقیقت آخرین منہم کی جماعت میں خدا کے نزدیک ہیں - تو ہم اس الٰہی سلسلہ کو نامبردہ ممالک میں بذریعہ اشتہارات و ٹریکٹ سر زمین پہنچا دیں اور ان کے بزرگوں کے تحفہ اسلام کے بدلہ میں ہم سلسلہ احمدیہ کے تحفہ کو اس ملک کے لوگوں کو بہتر سے بہتر رنگ میں پیش کریں کیونکہ ان لوگوں اور انکے بزرگوں کا ہم پر کئی طرح سے احسان ثابت شدہ حق ہے ان ہمارے بزرگوں نے ہماری خاطر تبلیغ کیلئے خون گرائے ہیں تو آؤ ہم ان کے لئے للہ کم از کم سیاہی ہی گرائیں بعض مشنری پادریوں کا کیچوے کی طرح اسلامی ملک میں علاوہ دیگر فرنگستانی اقوام کے پادریوں کی صرف انگلستان کے پانچ پانچ سو انگریز پادری نہایت سرگرمی سے کام کر رہے ہیں اور انہیں سے ایک ساختہ یسوع کی پرستش کے لئے ان لوگوں کو اپنے دین و ایمان سے الگ کر کے اپنے ملک و ملت پر ... کر رہے ہیں - پس ان امور کو مدنظر رکھکر حضرت خلیفۃ المسیح کے ارشاد اور اجازت کیساتھ ایک اشتہار بزبان عربی تیار ہوا اشاعت کیلئے منظور ہو چکا ہے ...

[illegible]

... شائع ہوگا جسکا تخمینہ خرچ ... ماہانہ تخمینہ لگایا ہے پس آپ اس مبارک کام کو روز جہاد میں ڈالکر وہ ثواب حاصل کریں جو پہلے زمانہ میں نکلے کھولنے سے ملا کرتا تھا (ب) علاوہ ازیں انجمن ہذا نے مکتوں کرنیوں اور عیسائیوں پر اتمام حجت کرنیکی غرض سے اشتہار جاری کرنیکا کام بھی اپنے ذمہ میں پہلے سے ہی لیا ہوا ہے - (ج) نیز قادیان کے نو مسلم اور دین کی تربیت و تعلیم کی نگرانی اور نگہداشت کیلئے بھی سادہ تنگ مناسب انتظام کرینگی فکر میں ہے - لیکن ان ہر سہ فرائض کی انجام دہی کیلئے بہت سے

قابل توجہ ممبران انجمن اہل قرآن لاہور

غالباً ۱۹۰۹ء ماہ رمضان میں میں نے لکھا تھا کہ اگر مولوی عبداللہ صاحب کا ترجمۃ القرآن بعوض میرا مل سکے تو میں میرا بھیجدوں۔ وہاں سے منیجر صاحب نے جواب میں تحریر فرمایا کہ انجمن کے ممبروں نے یہ تبادلہ منظور فرمایا ہے۔ آپ میرا بھیجدیں اس خط کے آنے پر میں نے ۳۰ تولہ میرا قیمتی پندرہ روپیہ صحت بھیجدیا۔ جب کئی دن گذرنے پر قرآن شریف مترجم نہ پہونچا۔ تو میں نے منیجر صاحب کی خدمت میں متواتر کئی خطوط لکھے۔ تو آخر ایک اور صاحب نے جواب لکھا کہ منیجر صاحب دورہ پر تشریف لیگئے ہیں۔ واپس جب آئے تو آپ کا فیصلہ کردیں گے پھر جب ہو گیا جب کئی دن اور گذر گئے تو پھر لکھا کہ ترجمۃ القرآن بھیجدو۔ تو یہ جواب ملا۔ کہ آپ کا میرا ابھی فروخت نہیں ہوا۔ فروخت کرکے ترجمۃ القرآن بھیجدیا جائیگا۔ اگرچہ فریقین میں پہلے یہ شرط فروخت یا عدم فروخت کی تعیین نہ تھی۔ مگر میں نے بعد کو بھی شرط تسلیم ہی کرلی۔ اب اس انتظار طویل کے بعد جب پھر میں نے عرض کی۔ کہ ترجمۃ القرآن اب تک نہ پہونچا۔ عجیب بات ہے۔ یہ رہم تو میں نہیں کر سکتا کہ اہل قرآن ہو کر کسی کا مال عزور برد کر دیا جائیگا۔ مگر کچھ موانع درپیش ہو گئے ہوں گے۔ اس کے جواب میں ایک بزرگ نے لکھا کہ تم لوگ اسلام سے تو ہاتھ دھو چکے تھے۔ اب آخرت کو بھی جواب دے چلے۔ نہ آپ کا میرا ہم نے منگوایا ہے اور نہ ترجمۃ القرآن دینے کا وعدہ کیا ہے۔ اگر سچے ہو تو ہماری تحریرات پیش کرو۔ ان خطوں کے آخر پر اکثر مہری حروف میں دستخط تھا۔ میں یہ خط پڑھکر حیران ہو گیا۔ کہ الہٰی انجمن اہل قرآن اور یہ معاملہ العجب ثم العجب۔ اس پر میں نے وہ خطوط جو اس بارہ میں لاہور سے آئے تھے ایک لفافہ میں بند کرکے بانئ فرقہ اہل قرآن جناب مولوی عبداللہ صاحب کی خدمت میں بھیجدیئے۔ اور ساتھ ہی یہ بھی عرض کی کہ اس بارہ میں آپ ہی قاضی اور آپ ہی منصف۔ تحقیقات کرکے جواب سے سرفراز فرماویں۔ اس خط کو اب مدت گذر گئی۔ اور کوئی جواب نہ آیا۔ لہذا مجبوراً بذریعہ اخبار ہذا ممبران انجمن اہل قرآن سے استفسار کرتا ہوں امید ہے کہ مفصل جواب تحریر فرما کر مشکور فرماویں گے۔

نمبر (۱) کیا میرا قیمتی تولہ جو تبادلہ ترجمۃ القرآن میں بھیجا تھا۔ وہ آپ کے پاس پہونچا ہے یا نہ؟ **نمبر (۲)** اگر پہونچا ہے تو کیا وجہ کہ اب تک ترجمۃ القرآن نہیں دیا گیا؟ **نمبر (۳)** اگر میرا پہونچنے سے انکار ہے تو کیا وہ مسلمان اہل القرآن کی شہادت میرے اثبات دعوی کیلئے کافی ہوگی یا نہ؟ **نمبر (۴)** کیا قرآن مجید میں کوئی ایسی آیت ہے کہ جس کے بدلے جنس لے لیا جاوے۔ اور پھر دو سال کے بعد وہی جنس واپس کردیا جاوے یا بالکل ہی انکار کردیا جاوے۔ پارہ و رکوع تحریر فرماویں۔ **نمبر (۵)** کیا لین دین کے معاملہ میں مشتری کو اتنی تکلیف دینی جائز ہے؟ **تمام ممبران انجمن جمعہ کے دن** بیٹھکر میرے ان سوالات کے جوابات جیسے مناسب ہوں مفصل تحریر فرماویں۔ کہ اس معمولی مالیت کیلئے کیسی انجمن کے ممبروں کو بذریعہ اخبارات مخاطب کرنا مجھے ہرگز مطلب پسند نہیں ہے۔ اور اتنی مدت سکوت کا یہی باعث ہے۔ مگر مہری نویس بزرگ مندرجہ بالا الفاظ زیر نظر رکھ کر جیسے میں نے بھی یہی مناسب سمجھا ہے۔ کہ اس معاملہ کی تحقیقات تو کر لی جاوے۔ کہ ایمان اور آخرت سے کون فریق ہاتھ دھو بیٹھتا ہے۔ فقط

راقم محمد امین احمدی۔ از مقام دامتہ ڈاکخانہ مانسہرہ ضلع ہزارہ ۱۲ جنوری ۱۹۱۱ء

پانچ روپے سے دو لاکھ روپے کس طرح ہو گئے؟

یہ کل کی بات ہے کہ میں ایک معمولی حیثیت کا انسان گنا جاتا تھا۔ آج ان سطروں کے پڑھنے والوں کے سامنے صرف ایک مفید ایجاد سے دس ہزار نہیں پچاس ہزار نہیں۔ بلکہ پورے دو لاکھ روپے کی جائداد کا بلا شرکت غیرے مالک و مختار ہوں۔ میری کامیابی کا راز روح حیات کی ایجاد ہے۔ چند سال ہوئے کہ میں نے پانچ روپے کے سرمایہ سے روح حیات کی تجارت شروع کی تھی۔ اور آجتک دس لاکھ روپے کا فروخت ہو چکا ہے۔ جس شخص نے ایک دفعہ بھی میری اس ایجاد کا استعمال کیا ہے۔ وہ تمام عمر کے واسطے روح حیات کا مجسم اشتہار بن گیا ہے۔ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر لاہور میری تین یوم کی آمدنی ۳۰۰۰ روپے تصدیق کرتے ہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ جب تک کوئی دوائی سخت مفید نہ ہو۔ اس کی اس قدر کثرت سے بکری ناممکن ہے۔ بقول حضرت داغ دہلوی کے کہ وہ شخص بڑا بد نصیب ہے جو آجتک روح حیات کے مجرب فوائد اور شرطیہ نتائج سے محروم رہا ہے۔ سنئے روح حیات کیا چیز ہے؟ روح حیات میں وہ طاقت بھری ہے کہ ہاتھی اور شیر کا مقابلہ اس کے پینے والے کو آسان ہے۔ کیا آپ نے نہیں سنا کہ جناب ڈاکٹر جی پی نائک صاحب بہادر لفٹنٹ سرجن انڈین میڈیکل سروس حضور شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم اور گورنمنٹ انگلشیہ کے معزز عہدہ داروں وغیرہ اصحاب نے روح حیات کو طاقت میں بے نظیر مانا ہے۔ روح حیات رگ و ریشہ میں تحریک دیکر ہڈیوں کے گودے یا فاسفورس کو چمکا کر خون صالح بکثرت پیدا کر کے اعصاب کی سستی کو اپنی بجلی کی لاگ سے چاق و چوبند کر کے ہر انسان کو ایسا مضبوط و تندرست بنا دیتی ہے کہ پھر حوادث زمانہ اگر ملیریا بھی ماریں تو بھی پٹ ہو کر بے آب ہو جاویں۔ ہندوستان و افغانستان اور ممالک غیر کے بہترین اور رسا لے ہوئے ڈاکٹروں۔ میڈیکل کالج کے لیکچراروں معزز عہدہ داران سلطنت کے سرٹیفکٹوں اور باوجود اشتہار زمانہ مدت کے استعمال ہونے پر بھی دن بدن ترقی کرتی ہوئی مانگ اور ۹۰۰ روپے روح حیات کی یومیہ دن کی بکری سے کون ہے جو یہ نتیجہ نکالے کہ روح حیات اس وقت انسان کی دوبارہ زندگی کے لئے لاثانی دوا نہیں ہے۔ بچپن کے زمانہ یا جوانی کی بے پرواہ حالت میں بوجہ بے اعتدالیوں یا خلاف قاعدہ قدرت عامل ہونے سے جو لوگ امراض کمزوری اعصاب پیدا کر کے دنیا کی تمام نعمتوں سے محروم ہو بیٹھے ہوں ان کے لئے روح حیات تریاق کامل ہے۔ یہ نہ صرف دوا ہی ہے۔ بلکہ اعصاب کی ایک طاقت افزا غذا ہے۔ یہ وہ مقوی روح ہے جو دو یوم میں ہی قوت رجولیت کو بڑھانا شروع کر دیتا ہے۔ چہرے پر رونق و آبداری حاصل ہوتی ہے۔ قوت باہ بحالت طبعی پر آجاتی ہے۔ دیگر امراض جو کثرت نوا حتلامات اور خود فریبی کی نازیبا حرکات سے لاحق ہو گئی ہوں۔ ان کے دفعیہ کے لئے روح حیات اکسیر کا حکم رکھتی ہے۔ نامردی۔ ضعف باہ۔ ضعف مثانہ۔ جریان۔ سرعت۔ رقت۔ ضعف اعصاب۔ ضعف معدہ۔ ضعف دماغ۔ ضعف جگر۔ ذیابیطس اور اختلاج قلب کے واسطے روح حیات بمنزلہ تریاق ہے۔ جسمانی کمزوری۔ لاغری۔ بے رونقی۔ اور زردی چہرے کے لئے اگر اسے تمام مقوی دواؤں پر ترجیح دیجائے تو بجا ہے۔ حلق سے اترتے ہی اس کا اثر خاص ان اعصاب پر پڑتا ہے۔ جن پر قوت باہ کا مدار ہے۔ بزدل کو جوانمرد۔ جوان کو ممتاز۔ اور بوڑھے کو صاحب کار بنانا اسی روح کا کام ہے۔ اس کے استعمال سے علی العموم اولاد نرینہ پیدا ہوتی ہے۔ روح حیات کی حیرت انگیز شہرت اور کثرت خریداری کو دیکھ کر لوگ مجھے کیمیاگر کے نام سے پکارتے ہیں۔ قیمت فی شیشی روح حیات دو روپے آٹھ آنہ (عہ)

روح حیات کے علاوہ ایک اور عجیب الاثر دوائی "روغن دافع سستی" موجود ہے۔ جو صرف بیرونی استعمال سے مردہ اعصاب کو زندہ کرتا ہے۔ رگوں پٹھوں کی سستی۔ اور لاغری۔ بے رونقی وغیرہ دور ہو کر معمولہ طاقت بحال ہو جاتی ہے۔ بالوس مریضان نامردی کو مرد کامل بناتا ہے۔ اور لطف یہ کہ پھر عمر بھر کسی اور دوائی کے استعمال کرنے کی ضرورت نہیں رہتی۔

قیمت روغن دافع سستی شیشی کلاں ... ... (چار روپیہ چار آنہ) للعہ

شیشی خورد ... ... (دو روپے دو آنہ) (عار)

یہ دو دوائیں۔ حکیم محمد شریف آئی ڈاکٹر کیمیاگر پروپرائیٹر شفاخانہ عام سے طلب کریں +

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری مضمونوں کی تیزی طراری مریضوں کی آہ و زاری نے کل وہ سماں دکھا رہی ہے کہ الامان۔ لیکن ہمارا کام صرف باتوں سے ہی نہیں چلتا ہم پہلے مفت دوا دیتے ہیں اول آزماؤ پھر منگواؤ۔ بھلا اس میں دھوکا ہے اقوائے تناسل کے متعلق ان دنوں مختلف قسم کی بدکاریوں کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت ہے۔ میں نے اس مرض کیلئے یہ معجون تیار کی ہے جسکے چند روز استعمال سے امراض متعلقہ قوائے تناسل انشاء اللہ فوراً رفع ہوتے ہیں۔ اور ہر قسم کی شکایت کیلئے انشاء اللہ مفید ہے۔ ہمارا کام یہ نہ تھا کہ لکھ ماریں کہ جواہرات سے تیار ہوتی ہے اول مفت منگائے پھر اگر شفا ہو تو طلب فرمایئے قیمت فی بکس (عہ)

طلائے طلسمی پیرانہ سالی کے اثر اور جوانی کی غلط کاریوں سے یہ امراض لاحق ہوتے ہیں۔ اور بعض اوقات خودکشی کی نوبت پہنچتی ہے ہمارے اس طلائے طلسمی سے فائدہ اٹھاویں اور معجون طلسمی کھائیں انشاء اللہ اس کو پائیں۔ قیمت طلائے دو روپیہ (عہ)

سرمہ سلیمانی۔ آنکھوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنیوالا اور قوت بصارت بڑھانیوالا قیمت فی تولہ (ر)

سنون دنداں۔ دانتوں کی کل بیماریوں کو رفع کرنیوالا دانت مثل گوہر آبدار بنانا اسی سنون کا کام ہے۔

قیمت فی بکس (۴ر)

المشتہر

حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ بلب گڈھ ضلع دہلی

کلکتہ کے مشہور ڈاکٹر ایس کے برمن کی بنائی ہوئی

فصلی بخار اور طحال کی دوا

یہ دوا چھبیس برسوں سے سارے ہندوستان میں استعمال کیجاتی ہے۔ اگر آپ بخار میں مبتلا ہوں اور سب قسم کے علاج کر کے تھک گئے ہوں تو اس مجرب دوا کو ایک مرتبہ ضرور منگوا کر آزمائش کیجئے۔ اس دوا میں چند فائدے لاجواب ہیں۔ یہ ملیریا کے کیڑوں کو مار دیتی ہے۔ اس لئے اس کی چار پانچ خوراک پیتے ہی بخار کا آنا بند ہو جاتا ہے یہ خون کو گاڑھا کرتی ہے۔ اور اس کی خرابیوں کو مٹاتی ہے۔ اور تلی کو گھلاتی ہے۔

قیمت فی بڑی شیشی چودہ آنے۔ محصولڈاک ۴ر دو شیشی ۸ر

قیمت چھوٹی شیشی آٹھ آنے۔ محصولڈاک ۳ر دو شیشی ۶ر

داد کا مجرب مرہم

ایک مرتبہ لگانے سے کھجلی اچھی ہو جاتی ہے۔ دو تین مرتبہ کے لگانے سے ایکدم اچھا ہو جاتا ہے۔

قیمت فی ڈبیہ ۴ر محصولڈاک ایک سے ۶ تک ۵ر بارہ ڈبیہ تک ۶ر

المشتہر ڈاکٹر ایس کے برمن ۵/۶۹ تاراچند دت سٹریٹ کلکتہ

انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب مالک و ایڈیٹر و پرنٹر و پبلشر چھپ کر شایع ہوا۔

الحکم

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

جلد ۱۵ | نمبر ۴ | ۱۴ جنوری سنہ ۱۹۱۱ء

(قادیان دارالامان)

قادیان دارالامان کے کارخانہ انوار احمدیہ سے ہر انگریزی مہینے کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸ تاریخ کو شائع ہوتا ہے

انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر و پرنٹر و پبلشر چھپکر شائع ہوا۔

قرآن کریم کی تلاوت انسان کی سعادت ہے

یہ بالکل سچ ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت۔ مومن کی سعادت ہے اور ہر مسلمان ضروری سمجھتا ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت کرے۔ مگر اس میں بھی کوئی کلام نہیں کہ

تلاوت کی اصل غرض عمل ہے

عملی اور اعتقادی قوتوں کا نشو و نما اس وقت تک نہیں ہوتا جب تک انسان قرآن مجید کے مطالب اور مفہوم سے آگاہی حاصل نہ کرے۔ اور یہ ...... آگاہی

قرآن مجید کے ترجمہ اور تفسیر سے ہوتی ہے۔

اس ضرورت کو پورا کرنے کیلئے ترجمۃ القرآن شروع کیا گیا ہے اس میں بامحاورہ ترجمہ کے علاوہ حاشیہ میں تفسیری نوٹ دیئے گئے ہیں اور اس ترجمہ اور نوٹوں کی

خصوصیت یہ ہے کہ قرآن مجید کی حقانیت اور عظمت اور اعجاز قوت کو ظاہر کیا جاوے

یہ ترجمہ اور تفسیری نوٹ زمانہ کی موجودہ ضرورت اور مخالفین اسلام کے اعتراضات کو مدنظر رکھ کر لکھے گئے ہیں۔ اور

عاشق قرآن کریم حضرت مولانا مولوی حافظ نورالدین خلیفۃ المسیح (مدظلہ العالی)

کے درس سے لئے ہوئے نوٹوں۔ آپ کی تحریروں اور ملفوظات اور حضرت مسیح موعود مغفور کی تحریروں۔ ملفوظات و دیگر بزرگان ملت کے ملفوظات سے جمع کئے گئے ہیں۔" ان کو آپ نے ابتک نہیں پڑھا تو ضرور پڑھیں اس میں **نور۔ ہدایت** اور **شفا** ہے۔ ہدیہ فی پارہ صرف ایک روپیہ (عہ)

نوٹ: سات پارے طیار ہیں۔ ساتوں کے اکٹھے خریدار سے معہ محصولڈاک سات روپیہ (عہ)

دفتر الحکم قادیان ضلع گورداسپور سے طلب کرو۔

ایوانِ خلافت

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہٖ کی صحت اب خدا کے فضل سے بہت اچھی ہے۔ قرآن مجید کے سننے کا پاک اور روح کو مسرت بخشنے والا شغل شروع ہو گیا ہے۔ اب میں پھر اپنے قدیم معمول کے موافق خدا کے فضل سے ناظرین الحکم کو ان عجائبات نکات سے آگاہ کرنے کی کوشش کرتا ہوں جو ان ایام میں مجھے بلاواسطہ یا بالواسطہ سننے کا موقعہ ہوا۔ اور کسی نہ کسی رنگ میں آپ کی پاک سیرۃ کا جزو ہیں۔

ایمانی قوت

حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی کی ایمانی قوت کے متعلق پہلے بھی کئی بار ذکر کر چکا ہوں۔ مگر یہاں بعض جدید واقعات اسکی تائید میں پیش کرنے خالی از فائدہ نہ ہوں گے۔

۲۳ جنوری کی صبح کو جبکہ ابھی ماشرہ کا ورم موجود تھا۔ اور آپ کو تکلیف تھی۔ گو بمقابلہ سابق بہت آرام تھا۔ قرآن کریم اور آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ایمان کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا مجھے اپنی اولاد کا کچھ بھی فکر نہیں۔ ایک دنیا دار انسان جو اپنی عمر میں اسّی سال کے قریب ہو۔ اور جس کے تمام بچے محض نابالغ اور بعض شیر خوار ہوں۔ ایسی حالت میں کہ وہ گویا بستر موت پر ہو جو کچھ اپنے حرکات و سکنات سے ظاہر کر سکتا ہے۔ بخوبی معلوم ہے اس کے اندر گھبراہٹ اور بے اطمینانی ہوتی ہے۔ اور وہ اپنے سامنے مختلف امیدوں اور آرزوؤں کا ایک وسیع میدان پاتا ہے۔ اور جوں جوں وہ اپنی اولاد اور متعلقین کے سلسلہ اور بے سروسامانی پر غور کرتا ہے اسیقدر اس کے دل میں اضطراب بڑھتا جاتا ہے۔ ایسے لوگوں کو اس قسم کی حالت میں ناظرین الحکم نے کم و بیش ضرور دیکھا ہے۔ مگر اس کے بالمقابل اسّی سال کے بڈھے۔ مگر جوان ہمت کو دیکھئے۔ اللہ تعالٰے پر اسے کیسا ایمان اور بھروسہ ہے۔ اس کی ایمانی حالت میں توحید اور توکل علے اللہ کا کیسا غلبہ ہے۔ اور بیوی۔ اور بچوں کے لئے اس کے دل پر کوئی غم نہیں۔ وہ جانتا ہے کہ صلحاء کی اولاد کو اللہ تعالٰے ضایع نہیں کرتا۔ یہ یقین اور قوت ایمانی ہے۔ جو ہر حال میں اُسے خوش و خورم رکھتی ہے۔ اس سے جہاں آپ کی ایمانی قوت کا پتہ لگتا ہے۔ وہاں یہ بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ فی الواقعہ دنیا میں آپ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے موافق زندگی بسر کر رہے ہیں۔ کہ دنیا میں مسافر کی طرح رہو۔ کسی چیز کے ساتھ دل بستگی نہیں۔

مخلوق کی نفع رسانی کا خیال

حضرت خلیفۃ المسیح کا وجود تو مسلم طور پر نافع الناس ہے۔ ہر شخص قطع نظر کا فر و مومن دوست و دشمن کے آپ کے فیوض سے بلا تکلف فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ علالت کے اس سخت حملہ کے دنوں میں بھی یہ سلسلہ بدستور جاری رہا ایک شخص نے آکر اپنی ضروریات کا ذکر کیا اور کسی شخص کی شکایت کی کہ اسکا کفاف معین ہے نہیں دیا گیا۔ فرمایا اس کو ہمارے گھر سے دیدو۔ یہ کیا عجب شان ہے۔ حکم دیگر جہاں سے اسکا کفاف مقرر ہے دلا سکتے تھے۔ مگر نہیں اس کی رفع شکایت یوں کر دی کہ اپنی گرہ سے دیدیا۔ ہر شخص کا یہ کام اور حوصلہ نہیں ہو سکتا کہ اسکا سینہ اتنا وسیع ہو۔

ایک دن شام کو میاں دین محمدؐ (المعروف لنگا میاں) آپکے پاس آیا اور کہا میری والدہ سلام علیکم کہتی ہے۔ جواب کیساتھ ہی حکم دیا کہ ابھی اس کو ایک روپیہ دیدو۔ میاں دین محمد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک مخلص خادم میاں جان محمد مرحوم کا بیٹا ہے۔ اور بیچارہ معذور ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح اسکی ضروریات کا خصوصیت سے لحاظ رکھتے ہیں۔ اور اس کی پرورش فرماتے رہتے ہیں۔ اس موقعہ پر اسے نہیں بھولے۔ پھر اس نے اپنی شادی کے لیے ذکر کیا کہ میری والدہ ایک جگہ تلاش رشتہ میں جانا چاہتی ہے فرمایا ضرور جائے ہم روپیہ دیں گے پھر میاں دین محمد نے ایک دوائی بھی بیان کر دی کہ یہ استعمال کریں۔ فرمایا بہت اچھا۔

یہ سب معمولی باتیں سمجھی جائیں گی۔ مگر جو لوگ جانتے ہیں۔ کہ میاں دین محمدؐ ایک کس مپرس اور بے علم آدمی ہے۔ اور بعض لوگ تو اُسے محض اپنی تفریح کا ایک ذریعہ سمجھتے ہیں۔ وہ غور کریں۔ تو انہیں معلوم ہوگا۔ کہ حضرت کے اخلاق کا معیار کتنا اونچا ہے۔ وہ کسی شخص کی بات کو بھی حقارت کی نظر سے نہیں دیکھتے۔ اور شکستہ دلوں کی دلجوئی اور تسلی کے لئے آپ ہر وقت تیار رہتے ہیں۔

نیکی کے کاموں کے لئے ادنیٰ تحریک پر بھی طیار ہو جاتے ہیں

اس بیماری کی حالت میں میں نے دیکھا ہے کہ کسی نیک کام کی ادنیٰ تحریک بھی کیجاوے تو آپ اس کی تعمیل کے لئے فوری جوش رکھتے ہیں مولوی عبدالقادر صاحب لودہانوی نے رویا میں دیکھا کہ مولانا مولوی محمد قاسم مرحوم حضرت خلیفۃ المسیح کی عیادت کو آئے ہیں۔ اور انہوں نے ایک سو روپیہ صدقہ کرنے کے لئے فرمایا ہے حضرت کو یہ خواب سنائی گئی۔ تو آپ نے فوراً حکم دیا۔ کہ ایک سو روپیہ نقد صدقہ کر دو۔ یہ تو سنت ابراہیمی کا اتباع آپ نے کیا۔ انہوں نے رویا میں دیکھا کہ گویا اپنے بچے کو ذبح کرتے ہیں۔ آپ فوراً اس کے لئے تیار ہو گئے مگر یہاں تو رویا بھی کسی دوسرے شخص نے دیکھی۔ تو آپ نے فوراً ہی اس کی تعمیل کر دی۔ یہ ایک سبق ہے ہم لوگوں کے لئے۔ کہ خیرات و صدقات کے لئے کسقدر جوش ہمارے اندر ہونا چاہیئے صدقہ فی الحقیقت ایک ایسی شے ہے۔ کہ خدا تعالےٰ کے غضب کو دور کر دیتا ہے۔ اور آئی ہوئی بلائیں اس سے ٹل جاتی ہیں۔ ایک شخص نے قربانی کا خواب دیکھا۔ کئی مرتبہ آپ نے قربانی کر دی۔ یہ عملی نمونہ نہایت مؤثر اور مبارک ہے۔ آپ ہمیشہ لوگوں کو صدقات کی تعلیم دیتے رہتے ہیں۔ اس بیماری میں اس کثرت سے آپ نے صدقہ کیا ہے کہ جاننے والے جانتے ہیں۔ اور ہم نے دیکھا ہے کہ صدقہ کے ذریعہ سے رد بلا ہوتا ہے۔ صدقہ تمام قوموں میں ایک مفید چیز قرار دی گئی ہے۔ اور فطرتی طور پر ہر شخص اسے رد بلا کا ذریعہ سمجھتا ہے۔

غیر معمولی صفات کا اظہار

حضرت خلیفۃ المسیح کی خصوصیات میں سے ایک یہ بات بھی ہے کہ آپ کبھی روتے نہیں۔ میں نے اس بیماری سے پہلے صرف آپ کو دو مرتبہ آنسو بہاتے دیکھا ہے ایک مرتبہ اپنے ایک بچے کی وفات پر۔ اس وقت میرے دریافت کرنے پر آپ نے فرمایا تھا۔ کہ یہ آنسو میں نے آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کرنے کے لئے نکالے ہیں آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ایک بچے کی جب وفات ہوئی تو آپکی آنکھ سے آنسو نکلے تھے۔ اور آپ نے فرمایا۔ انا بفراقک لمحزونون۔ اسی طرح میں بھی کہتا ہوں۔ اور ایک مرتبہ حضرت مولوی عبدالکریم رضی اللہ عنہ کی وفات کے دن میں حضرت کے ساتھ ساتھ جا رہا تھا۔ آسمان سے تقاطر ہو رہا تھا۔ اس وقت حضرت کی آنکھ سے آنسو نکلے اور فرمایا کہ بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں۔ کہ آسمان ان کے لئے نہیں روتا۔ مگر عبدالکریم کے لئے آسمان بھی روتا ہے۔ ان الفاظ کے بیان کرنے میں آپ کے لہجہ میں خاص درد اور رقت تھی۔ اس کے سوا میں نے حضرت کو کبھی روتے نہیں دیکھا۔ اس بیماری میں دو دفعہ تو ایسا اتفاق ہوا کہ آپ رو پڑے۔ اور جب ناظرین کو ان واقعات کا علم ہوگا جو آپ کے رونے کا موجب ہوئے۔ تو ان کو آپ کی بعض غیر معمولی صفات کا اظہار ہوتا ہے۔ ایک روز حافظ روشن علی صاحب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مشہور و معروف عربی نعتیہ قصیدہ نونیہ آپ کو سنا رہے تھے۔ حضرت کی محبت اور عشق نے آپ پر کچھ ایسا غلبہ کیا کہ بے اختیار آپ رو پڑے اور بہوش کر روئے۔ قریب تھا کہ اسی جوش محبت میں آپ جان دیدیں۔ آپ نے سب کو اُٹھا دیا۔ اور تنہائی اختیار کر لی۔ ایسا ہی ایک دن آپ رو پڑے اور فرمایا کہ یہاں قادیان میں کوئی حافظ نہیں ہے۔ کوئی مجھے قرآن نہیں سنتا اور نہ سناتا ہے یہ دونوں واقعات کیا ظاہر کرتے ہیں۔ کہ آپ کو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم سے کسقدر محبت ہے۔ اور قرآن کریم کی اشاعت اور خدمت کا کسقدر جوش ہے۔ کہ ایسے ضبط نہیں کر سکتے۔ حضرت خلیفۃ المسیح کی زندگی کا ذریں ورق قرآن کریم کی خدمت ہے۔ اس شخص نے جیسی ہوش سنبھالا ہے اور دنیا کو قرآن سنایا ہے۔ اور پڑھایا ہے۔ میں یقیناً جانتا ہوں۔ کہ اس کے نامہ اعمال میں قرآن مجید اور حدیث کی خدمت کا بہت بڑا کارنامہ ہے۔ ہمیشہ ہی وہ اس کے درس تدریس میں مصروف ہیں۔ اور اسی کو اپنی غذا اور جان سمجھتے ہیں اسلئے

واقعہ کو میرے مکرم دوست ماسٹر عبدالرحیم نیّر نے نظم کیا ہے میں چاہتا ہوں کہ ناظرین کی دلچسپی کے لئے یہاں درج کر دوں۔

کل جو میں بیمار پرسی کو گیا ۔ جا کے دیکھا واں نیا طرفہ ماجرا
ہو کے بولے آبدیدہ نورالدین ۔ قادیاں میں کیا کوئی حافظ نہیں
نہ کوئی مجھسے ہی سنتا ہے قرآن ۔ نہ سنانے آتا ہے کوئی یہاں
الصد الصد یہ محبت آپ کی ۔ دھن لگی قرآن کی ہے ہر گھڑی
تندرستی میں ہمیشہ ذکر تھا قرآن کا ۔ اب ہیں گو بیمار پر ہے تذکرہ فرقان کا
حال نہ بدلا اس پر بھی دیکھو عاشقانہ جانفشا ۔ غم ہو راحت یکساں رہنا ہی ہی شرط وفا
ظاہری عاشق کو آتا یاد ہے سرد ہی ۔ عاشق قرآن کو قرآن کی ہے لو لگی
ہائے میرا نازنین ناٹک پر چہرہ مرا ۔ عاشق ظاہر کی فرقت میں سنا ہی یہ صدا
محو کیو قرآن کے ہے آپکو ہر دم پیار ۔ نازنیں یہ ہے پر چہرہ یہی ہے یار غار
ایکدن فرماتے تھے حضرت کمال شوق سے ۔ عاشقانہ طرز سے الفت بھرے اک ذوق کر
زلف جاناں میں اگر ہے عاشق ظاہر پھنسا ۔ مجکو زلف و خال کا قرآن میں آتا ہے مزا
میرا بیمار کی طور پر اک نقطہ قرآن ہو ۔ دور غم شاداں و فرحاں اس سے ہیں کچا ہو
بعد میرے پڑھتے رہنا تم قرآن کو سدا ۔ اسکو پکڑو گے ہرا بھرا جو چھوڑو گے ہوگا برا
عاشق قرآن کی نوکوں پر یہ آخر صدا ۔ دینی و دنیاوی صلح کی ہے قرآن خدا کے پاک کا
اسکی عزت کرتے رہنا اپنا گر چاہو بھلا ۔ ورنہ پھر پچھتانا ہوگا اب کرو خوف خدا
تجھسے ہو آخر میں کہ مولا مری آخر دعا ۔ نور فرقاں کر عطا نیز کو ظلمت سے بچا
جب ہو آخر دم من اے مولا مرا ۔ لب پہ کلمہ ہو ترا قرآن ہو بالین دھرا
دم میں جبتک دم ہے اے رب الورا ۔ ہیک پڑھوں قرآن مجھے توفیق اللہ کر عطا
میری قسمت میں بدی ہے گر لکھی مولا کریم ۔ تو ہو قادر دے مٹا اے غافر الذنب رحیم
اپنی آغوش میں لینا تو نے اکرام میں منیف ۔ مجکو بھی لطف و کرم سے کرے توحید لطیف
دیکھ نورالدین سو پھر سمی ہیں قرآن سنا ۔ اسکو دے آرام جنت دور کر یہ ابتلا۔

الغرض حضرت کو قرآن کریم اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے غایت درجہ کی محبت اور عشق ہے اور اسی میں آپ زندہ ہیں۔ جیسا کہ میں نے پہلے بھی ذکر کیا ہے۔ صدقات کیطرف خصوصیت سے آپ متوجہ رہتے ہیں۔ اور عملی نمونہ سے آپ نے دکھایا ہے کہ صدقات کیطرف انسان کو کسقدر توجہ کرنی چاہئے دنیا میں ایسا کوئی انسان نہیں۔ جو کسی ایک یا دوسرے ابتلا میں نہ ہو پس ابتلاء سے بچنے کیلئے صدقہ بڑی ضروری شے ہے اسی ضمن میں مجھے یہ بھی بتا دینا چاہئے کہ صدقات کا بہترین مصرف یہاں موجود ہے بہت سے مساکین۔ یتامیٰ۔ مہاجر اور مولفۃ القلوب لوگ یہاں آئے ہیں۔ اور ان کی ضروریات پر ایسی رقوم خرچ ہو سکتی ہیں۔"

حضرت مسیح موعودؑ پر ایمان

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر آپ کو جو ایمان ہے وہ تو ظاہر ہے اور وہ ایمان ایسا کامل تھا اور سب سے بڑھکر تھا کیونکہ آپ کی وفات کے بعد آپ ہی کو اللہ تعالےٰ نے اس کام کا اہل پایا۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کا مقصد اصلی تھا۔ اور خود حضرت مسیح موعود نے فرمایا

چہ خوش بودے اگر ہر یک ز امت نور دیں بودے ٭ ہمیں بودے اگر ہر دل پر از نور یقیں بودے

لیکن اس بیماری میں بعض موقعوں پر خصوصیت سے اس کا اظہار ہوا۔ مرزا ڈاکٹر نے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کے نام ایک خط لکھا جو آج کے اخبار میں کسی دوسری جگہ درج ہے۔ اس خط کو سنتے ہی آپ نے فرمایا۔ میں ذاتی الواقعہ سچا تھا۔ یہ معمولی جملہ نہیں۔ نادان عبدالحکیم کہتا ہے کہ نعوذ باللہ حضرت مسیح موعود کی دھمکیوں کا رعب

خلیفۃ المسیح کے دل پر ہے۔ اسے سن کر جو حضرت نے یہ جملہ فرمایا تو اسکی حقیقت عجب لذیذ مضمون ہے۔ میں اسکی پوری تفصیل اس وقت نہیں کر سکتا۔ مگر یہ معلوم ہوتا ہے کہ جس شخص کا رعب اس قدر قوی ہے کہ اس کے وصال کے بعد بھی ایسے شخص کے قلب پر موجود ہے جو دشمن کے الفاظ میں زہد و تقویٰ کا نمونہ ہے۔ پھر وہ اگر خدا کیطرف سے نہیں تو کیا ہے؟ کیا کسی ایسے شخص کا نشان کوئی دیسکتا ہے جو صادق اور منجانب اللہ بھی نہ ہو اور پھر اس طرح پر ایسے شخص کے دل پر حکومت کر سکے۔ جو بلا طمع اور بلا اجرت خدمت دین کرتا ہو۔ بلا طمع اور بلا اجرت خدمت دین کرنیوالا اپنے اندر انبیاء کا رنگ رکھتا ہے۔ اس کا ایک شخص کو صادق یقین کرنا اس کے صدق کی زبردست دلیل ہے اور پھر دوسری بات یہ ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کبھی ایسی متضاد اور بے محل باتیں نہیں کی ہیں۔ جو مرتد ڈاکٹر باوجود ادعائے الہام کرتا ہے۔ غرض یہ خط سنکر آپکا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بے اختیار تصدیق کرنا قابل قدر امر ہے۔"

سِرّ ذنوب

الحکم کی گزشتہ اشاعت میں جو تازہ ترین حالات ایوان خلافت کے ضمن میں لکھا گیا تھا۔ کہ حضرت نے فرمایا کہ خواجہ صاحب نے کسی مضمون کے خلاف حضرت کچھ فرمانے کا ارادہ رکھتے ہیں ۲۷ جنوری ۱۹۱۶ء کو جناب خواجہ صاحب شام کیوقت حضرت کی خدمت میں حاضر آئے۔ مجھے افسوس سے ظاہر کرنا پڑتا ہے کہ میرے اس بیان کو نہایت ہی برے معنوں میں لیا گیا ہے اور اس سے یہ مراد لی گئی۔ کہ میں گویا خواجہ صاحب کی عزت پر نعوذ باللہ حملہ کرتا ہوں اور دوستوں اور دشمنوں میں انکی مخالفت پیدا کرنا چاہتا ہوں۔ میں نہیں جانتا کہ میری نیت پر کسی شخص کو حملہ کرنیکا کیا حق حاصل ہے۔ اور ہر شخص خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کے سوانحوں اپنے لئے جائز سمجھتا ہے کہ میں اسکا ذرّہ بےمقدار غلام ہوں۔ میں اخوت کے اصولوں پر ہر احمدی کا اپنے آپ کو خادم یقین کرتا ہوں۔ مگر جہاں حق گوئی کا سوال ہو وہاں کوئی چیز مجھے اس سے روک نہیں سکتی۔ اس کے متعلق ایک مختصر سا مضمون میں نے دوسری جگہ نہایت نرم الفاظ میں لکھنے کی کوشش کی ہے مجھے افسوس ہے کہ خواجہ صاحب کو بلا وجہ اس سے رنج کرنیکا موقعہ ملا۔ میں نے حضرت خلیفۃ المسیح کے ملفوظات کے ضمن میں اسے لکھدیا تھا والّا مجھے معلوم بھی نہیں کہ وہ کیا مضمون تھا جب تک حضرت اس کا ذکر نہ کرتے۔

میرے دوستو! حضرت خلیفۃ المسیح کوئی بات پردہ میں کرنیکے عادی نہیں۔ اللہ تعالےٰ نے انہیں حقگوئی کا اعلےٰ وصف عطا فرمایا ہے۔ اور دو ہمیں اگر کچھ سمجھاتے ہیں تو اپنا فرض ادا کرتے اور ہماری بھلائی کو مقصود رکھتے ہیں۔ یہ فقرہ ضمناً مجھے اسلئے لکھنا پڑا کہ خواجہ صاحب قبلہ کو اس بات نے سخت رنج دلایا۔ اور انہیں اپنے احباب کو خطوط لکھنے پڑے کہ وہ الحکم کے متعلق خاص توجہ فرمائیں۔ میں ان خطوط کے مضمون کے متعلق کوئی بحث نہیں کرتا۔ البتہ ان دوستوں کو آگاہ کرتا ہوں کہ وہ ان خطوط کی ضرور تکریم کریں۔ کیونکہ میں خواجہ صاحب کو اپنا واجب الاحترام دوست نہیں بھائی یقین کرتا ہوں۔ ہاں یہ ضرور عرض کرونگا کہ الحکم کا اجراء۔ بقا۔ کسی شخص کی زندگی اور موت سے وابستہ نہیں۔ اور نہ کسی خاص شخص پر اسکا انحصار ہے۔ اللہ تعالےٰ ہی اس کا مربی اور محسن ہے۔ ہاں خدا تعالےٰ نے حضرت

خلیفۃ المسیح کے دل میں یہ تڑپ ڈال رکھی ہے کہ وہ کام جو حضرت کی زندگی میں شروع ہوا کسی صورت میں بند نہ ہو۔

میں نفس مضمون سے دور چلا گیا۔ حضرت نے خواجہ صاحب کو اس مضمون کے متعلق کچھ سنانے کا وعدہ فرمایا۔ اور وہ مضمون کتنا ہے۔ چنانچہ دوسرے دن آپ نے اپنی بیاض منگوا کر متذکرہ نوٹ پر ایک تقریر فرمائی۔ جو الحکم کی دوسری اشاعت میں انشاء اللہ درج کرونگا۔ اور اس کے ساتھ ہی ملفوظات بھی جو ۲۸ و ۲۹ جنوری کو آپ نے فرمائے۔ اور وہ مضمون لذیذ ہوگا۔ میرے دوست اگر میری تحریروں سے جو میں نے محض حضرت کے کلمات کو محفوظ کرنے کی نیت سے لکھی ناراض ہوتے ہیں۔ تو ہوں۔ میں نے ان کو ناراض کرنا نہیں چاہا۔ اللہ تعالےٰ میرے دل کو جانتا ہے۔ اور میں کب تک انہیں خوشامد سے خوش کرونگا۔

اللہ کی رضا مقصود ہونی چاہئے

اور وہ مجھے حاصل ہو جائے تو خواہ ساری دنیا بھی ناراض ہو۔ تو میں اپنے مقصد کو پالونگا۔ خدا مجھے توفیق دے (آمین)

میرے لئے اللہ ہی بس ہے

صاف گوئی اعلےٰ درجہ کی خوبی تو ہے۔ مگر اس کے حاصل کرنیکے لئے بعض اوقات انسان کو بڑی مشکلات میں سے گذرنا پڑتا ہے۔ لیکن یہ مشکلات اس دل و دماغ کو پریشان کر سکتی ہیں۔ جسکو خدا کے فضل نے ان کے برداشت کرنیکا عادی نہیں بنایا۔ اخبار نویس کی زندگی ہی مشکلات کے مجموعہ کا نام ہے۔ اور ایک شخص کا میدان میں آنا اس امر کی گارنٹی ہے کہ وہ مخالفانہ رائوں اور نکتہ چینیوں کے سننے کے لئے تیار رہے۔ اسے پہلا سبق جو دیا جاتا ہے وہ یہی ہوتا ہے!

ڈرتا ہے تو مت لکھ لکھتا ہے تو مت ڈر

بس جو آدمی اس منزل سے گذر جائے وہ کسی تعریف اور مذمت کی جو واقعات کی بنا پر نہ ہو۔ پرواہ نہیں کرتا اور اسے نہیں کرنی چاہئے۔ الحکم کا ایڈیٹر اس سے مستثنیٰ نہیں۔ وہ سب سے صلح کا عہد تو باندھنا چاہتا ہے۔ اسلئے کہ اسلام آشتی کا مظہر ہے اور سلسلہ عالیہ احمدیہ جمالی صفات کا آئینہ۔ مگر اس عہد صلح میں وہ حقگوئی کو سوختنی قربانی بنانے کو تیار نہیں۔ آریہ اسکے دشمن۔ عیسائی اسکے دشمن۔ مخالف الرائے مسلمان اسکے بدخواہ وہ کس کس سے مداہنت کے رنگ میں اپنے مرکز سے ہٹ کر صلح کریگا۔ جن دوستوں کو اسکی کسی رائے سے اختلاف ہوگا۔ وہ اس سے کیونکر خوش ہونگے۔ اسلئے قدرت نے اسے ایسے مقام پر کھڑا کیا ہے۔ جہاں اسے جبتک بھی مشیت ایزدی کے ماتحت کھڑا رہنا پڑیگا۔ کچھ نہ کچھ یگانوں بیگانوں سے سننا پڑیگا۔ وہ پہلے ہی بعض ابتلاؤں میں ہے۔ قدرت اگر اس پر اضافہ کرے تو لہ اللہ تعالےٰ کے کسی فضل کا پیش خیمہ سمجھکر لبیک کہیگا۔ اور اس کے سوا وہ ہی کیا ہے؟ الحکم کی زندگی اور موت کے متعلق میرے بعض دوستوں کو کشمکش ہے۔ بعض اس کی زندگی پر موت کو ترجیح دیتے ہیں۔ اور وہ چاہتے ہیں۔ کہ اگر اسے زندہ رہنا ہے تو وہ ضمیر فروش ہو کر اور اپنی رائے اور خیال کو بیچدے۔ مگر وہ ضمیر فروش کہلانیکی بجائے ایسے

دوستوں کے حکم کی تعمیل نہ کرنے کو پسند کرتا ہے۔ وہ اپنے گلے میں امام کی غلامی کے رسن کو اپنے لئے کافی سمجھتا ہے۔ میں نے الحکم کو کسی شخص کی امداد کے بھروسہ پر جاری نہیں کیا تھا۔ اللہ تعالےٰ ہی کے فضل پر بھروسہ کرکے جاری کیا تھا۔ اور اسی کے فضل سے وہ اب تک جاری ہے اور جاری رہے گا۔ جب تک اللہ تعالےٰ چاہیگا۔ یہ امر میرے اختیار سے باہر ہے۔ کہ میں کسی شخص کو خواہ میرا دوست ہو یا دشمن بھائی ہو یا پرایا کسی مضمون کا وہ مفہوم لینے سے روک سکوں جو میرے وہم و گمان میں بھی نہیں۔ اس امر کو شاید تفصیل سے لکھنا پڑے۔ اسلئے میں سردست صرف اس قدر کہنا چاہتا ہوں کہ جو لوگ الحکم کی موت کے وارنٹ پر دستخط کرنے کی دوسروں کو تحریک کرتے ہیں۔ وہ بیشک کھلے دل سے یہ کام کریں اور تھکیں نہیں اور ہمت نہ ہاریں اور میں اُن سرپرستان الحکم کو بھی توجہ دلاتا ہوں کہ جنکی خدمت میں بذریعہ خطوط انہوں نے التماس کی ہے وہ انکی پاس خاطر کریں اور ان کی درخواست کو رد نہ کریں۔ کیونکہ میں ایسے دوستوں کو مایوس نہیں کرنا چاہتا۔ اور نہیں تو اس رنگ میں ہی خوش ہوں۔ بلا سے اگر وہ الحکم کی موت سے خوش ہو سکتے ہیں۔ تو اس سے ہوں۔

این ہم اندر عاشقی بالائے غمہائے دگر

ہم ان کی خوشی کے لئے ایسی بلاؤں کو اپنے سر پر لینے کو طیار ہوں بقول حضرت امام علیہ السلام

اے دل تو نیز خاطر ایناں نگا ہدار
کا خر کنند دعوے حب پیمبرم

کیونکہ غداری اور ضمیر فروشی کے مقابلہ میں مردانہ موت شہادت کا رنگ رکھتی ہے۔ الحکم ضمیر فروش کہلا کر مرنا نہیں چاہتا۔ اُسے یہ تو فخر ہوگا۔ کہ دشمنوں نے نہیں بلکہ

دوستوں نے اپنے لئے شہید کیا ہے

الحکم کا جرم کیا ہے؟

یہ فرد جرم مجھے آپ ہی سنانا پڑے گا۔ الحکم کے دلی خیر خواہوں کے لئے یہ سطور شاید دل شکن ہوں۔ مگر نہیں وہ ہراساں نہ ہوں اور غمگیں مت بنیں۔ بلکہ دعا کریں۔ اور اس غمگینی اور اضطراب کو دعا کا ذریعہ قرار دیں۔ وہ میرے لئے خصوصیت سے دعا کریں۔ میرے بعض دوست مجھے امتحان میں ڈالنا چاہتے ہیں۔ اور امتحان سخت مشکل ہے۔ اگر حضرت خلافت پناہ ایدہ اللہ بنصرہ کی تسلی اور اطمینان میرے لئے نور ہدایت نہ ہو۔ تو میں گھبرا جاؤں۔ مگر خدا نے اپنے فضل سے مجھے اسلی غلامی میں ڈالدیا ہے

جسکی غلامی پر لاکھوں آزادیاں قربان ہیں

وہ الحکم کے بقا اور استحکام کو [illegible] چاہتا ہے۔ اس نے مجھے الحکم کے اجرا کا عہد [illegible] ہے اسلئے میں اس عہد کو نبھانے کیلئے خدا سے توفیق چاہتا ہوں۔ اور اسکا عہد لینا ہی میرے لئے تسلی کا موجب ہے۔ کہ اس میں الحکم کے احیا اور بقا کی روشنی مجھے نظر آتی ہے مجھے اپنے مولا پر بھروسہ ہے جسکے فضل کو اس کے سچے ہمدرد کی دعائیں میرے لئے جذب کریں گی۔ میں آخر میں اپنے دلی دوستوں اور ہمدردوں سے التماس کرتا ہوں کہ میں نے چودہ سال تک اپنی بساط کے موافق ایک خدمت کی ہے اور خدا کا شکر ہے کہ اس نے مجھے توفیق دی۔ اور میرے جیسے بیکس اور حقیر انسان کو یہ سعادت عطا کی ان دیرینہ تعلقات کی بنا پر میں ان عزیز دوستوں سے دعا چاہتا ہوں کہ

وہ میرے اس ابتلا میں میرے لئے دعا کریں

اور درد دل سے دعا کریں۔ کہ اللہ تعالےٰ مجھے اس امتحان میں کامیاب کرے (آمین)

میری پیاری اماں میری جان اماں

۲۹ اور ۳۰ جنوری ۱۹۱۱ء کی درمیانی شب کو ۲ بجے کے قریب لاہور سے مجھے ہوش رُبا خبر پہونچی۔ کہ میری چچی صاحبہ نے ۲۹ جنوری کو ۱۱ بجے دن کے قریب وفات پائی۔ مرحومہ میرے لئے شفیق ماں کیطرح مہربان تھی۔ میں بچپن ہی میں آغوش مادر سے الگ ہو چکا تھا۔ لیکن قریباً گذشتہ بائیس سال سے میں سمجھتا تھا۔ کہ میری ماں زندہ ہے۔ پہلی ماں کی وفات تو مجھے خواب کیطرح یاد ہے۔ مگر اب اس واقعہ نے اُسے پھر یاد دلا دیا۔

ہم اللہ کی رضا پر الحمد للہ راضی ہیں اور شرح صدر سے قضا کے اس حادثہ کو برداشت کرتے ہیں۔ مرحومہ نے خدا کے فضل سے ۸ بچے اپنی یادگار چھوڑے ہیں۔ جن میں سے تین لڑکے ہیں۔ اور بڑا بچہ محمد مبارک اسمٰعیل اسلامیہ کالج میں اور دو مڈل کلاسوں میں تعلیم پاتے ہیں۔ باقی بچے بہت چھوٹے چھوٹے ہیں میرے چچا مولوی مولا بخش صاحب ایک صوفی مزاج رقیق القلب بزرگ ہیں (جو لاہور کے ایگزامینر آفس میں ملازم ہیں) مجھے اس کی وفات کا دلی صدمہ ہے۔ لیکن میرے لئے یہ امر تسلی کا موجب ہے کہ میں نے بھی اس کی تربیت سے روحانی فائدہ اُٹھایا۔ اور اللہ تعالےٰ نے محض اپنے فضل سے اسے سعادتمند اولاد دیدی ہے۔ جو اس کے لئے لمبی دعائیں کرنے کی عادی ہے۔ مرحومہ ایک نفس کش غریب مزاج اور نہایت سادہ زندگی بسر کرنے والی تھی۔ باوجود کثرت اولاد کے پڑھنے پڑھانے کا شوق تھا۔ اس کی زندگی پر میں مختصراً پھر لکھنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ اس وقت احباب سے درخواست ہے کہ وہ

مرحومہ کا جنازہ غائب پڑھ دیں

اللہ تعالےٰ نے اس پر اپنے فضل و رحمت کے دروازے کھولدے۔ اور اپنے دامن کرم میں جگہ دے (آمین)

۳۱ جنوری کو مرحومہ نے مقبرہ بہشتی میں خدا کے فضل سے جگہ پائی اور جگہ بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قدموں میں۔ و للہ الحمد

مرتد ڈاکٹر عبد الحکیم کانا دجال کی ژاژ خائی

یہ کیا عادت ہے کیوں سچی گواہی کو چھپاتا ہے
تری اک روز اے گستاخ شامت آنیوالی ہے

عربی زبان میں ایک ضرب المثل ہے اذا لم تستحی فاصنع ما شئت جس کا ترجمہ یہ ہے۔ بے حیا باش ہرچہ خواہی کن۔ مرتد ڈاکٹر نے حیا کی چادر اوتار کر رکھدی ہے۔ اور اب وہ احمدی جماعت کو گالیاں دینے پر اتر آیا ہے۔ میں تسلیم کرلیتا ہوں کہ وہ گالیاں دینے میں بڑا اُستاد ہے۔ اور اس فن میں کوئی شخص اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ ہم تو اس حکم (ص) کے متبع ہیں۔ جو کہتا ہے۔

گالیاں سُن کے دعا دیتا ہوں اُن لوگوں کو۔
رحم ہے جوش میں اور غیظ گھٹایا ہمنے

اور قدرت ثانیہ کا مظہر اول خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ اپنی جماعت کو ہدایت کرتا ہے۔

اپنے دشمنوں کیلئے دعا کرو

یہ تعلیم ایسی کامل ہے کہ میں بلا خوف لومۃ لائم یہ کہنے کو طیار ہوں کہ حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کی اس تعلیم "اپنے دشمنوں کو پیار کرو" کے مقابلہ میں نہایت اعلےٰ اور جامع ہے۔ نادان حقائق سے ناواقف اس پر بھی اعتراض کریگا۔ کہ نعوذ باللہ حضرت مسیح علیہ السلام کی ہتک کیگئی ہے مگر میں ایسے ظالم کو یہی کہونگا کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی ہتک کرنیوالے ہم دشمن ہیں۔ پیار کے مقابلہ میں دعا کا مقام اعلےٰ ہے۔ اور اسے ہر شخص نہیں سمجھ سکتا۔ غرض ہمیں تو ترقی۔ اور دعا کی تعلیم دیگئی ہے۔ اس لئے مرتد کی گالیاں سن کر ہمیں جوش میں آنیکی ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ اگر کتا کسی کو کاٹے۔ تو کوئی عقلمند کتے کو دانت نہیں مارتا پس ڈاکٹر کا جو جی چاہے ہمیں کہے اور اس وقت جبکہ اللہ تعالےٰ نے اُسکو اپنے مقصد میں نامراد اور خائب و خاسر رکھا۔ اور اپنے فضل سے اس کے فتنہ کو پاش پاش کردیا۔ اس صدمہ اور مصیبت میں جو جھوٹا ہونیکی حیثیت سے اس کے دل و دماغ پر پڑی ہے وہ قابل رحم ہے۔ اور سراز پا نشناختہ اگر گالیاں نہ دے تو کیا کرے پنجابی میں ایک مثل مشہور ہے۔ جھوٹے کی دارو عوعو۔

اس حیائی کی بھی کوئی حد ہے۔ کہ وہ حضرت خلیفۃ المسیح کو ۲۰ جنوری ۱۹۱۱ء کا لکھا ہوا ایک خط بھیجتا ہے۔ جس کو محض اسلئے درج کردیا جاتا ہے۔ تاکہ پبلک پر اس کی بیکسی اور بیہودگی عیاں ہو جاوے۔

مرتد کا خط حضرت خلیفۃ المسیح کے نام

مولوی نور الدین صاحب اسلام علیکم و رحمۃ اللہ۔

رات بھر میں نے ایک خواب دیکھا۔ کہ میں قادیان پہونچا ہوں۔ اور آپ سے ملا ہوں۔ آپ کے بدن پر کہیں کہیں زخم ہیں۔ اور تکلیف ہے۔ آپ کی حالت زار دیکھکر میں نے دعائیں کیں۔ کہ اے خداوند اس مسکین پر رحم کر۔ اے خداوند اس عاجز پر رحم کر۔ آپنے عجز اور خلوص سے میرے آگے سر جھکایا۔ تاکہ میں وہ دعائیں آپ پر دم کردوں۔ میں نے وہی دعائیں آپ پر دم کیں۔ پھر میں نے کہا مولوی صاحب۔ میری پیشگوئی آپ کی نسبت کیسی

عمدگی کے ساتھ پوری ہوئی۔ اس کے دو جز

تھے۔ ایک تو موت۔ ۱۱۔ جنوری سنہ ۱۹۱۱ء تک۔ دوم دعائے رحمت۔ سو ۱۱ جنوری کو تو ایک سخت حالت ہوئی۔ گویا کہ وہ موت ہی تھی۔ پھر رحمت کی دعاؤں نے آپ کو بچا بھی لیا۔ مگر یہ شہدے کیسا بیہودہ شور مچا رہے ہیں۔ آپ کچھ جواب نہیں دے سکتے۔"

واقعی یہ شہدے ہیں۔ اور اپنی تحریروں سے آپ جھوٹے ثابت ہو رہے ہیں۔ جب یہ ہمیشہ مرزا کی جھوٹی پیشگوئیوں میں تاویلات سننے اور کرنیکے عادی تھے۔ خود مرزا نے مبارک احمدؐ والی پیشگوئی کے جھوٹا ہونے پر یہانتک لکھدیا تھا۔ کہ ایک وقت میں چار سو نبیوں نے متفق ہو کر پیشگوئی کی تھی اور وہ جھوٹی نکل گئی تھی۔ اگر میری ایک پیشگوئی جھوٹی نکل گئی تو کیا مضایقہ ہوا۔ پھر ایک عام اصول بیان کیا تھا۔ کہ خدا جس پیشگوئی کو چاہے سچا کر دے۔ اور جسکو چاہے جھوٹا کر دے۔ پھر مرزا کی موت کے بعد غلط رفتہ پیشگوئیوں کی نسبت کیسی کیسی تاویلات کیں نہیں۔ مگر اب اصل الفاظ پر بھی غور نہیں کرتے۔ بار بار یہی لکھ رہے ہیں کہ ایک پیش گوئی کے غلط جانے سے عبدالحکیم شیطان اور جھوٹا ثابت ہوگیا۔ وہ مرگیا۔ وہ ذلیل ہو گیا۔ پھر مرزا کی جو صدہا پیش گوئیاں لفظ بلفظ غلط گئیں۔ اس کا کیا حال ہے؟

ہاں عبدالحکیم خواہ جھوٹا ہی ثابت ہو گیا سہی!

مگر میرا مشن پورا ہو چکا۔ میرا مشن مرزا پرستی کا بُت توڑنا تھا سو الحمدللہ کہ آپ کی جماعت کے مُنہ سے کہلوا دیا اور شایع کر دیا۔ کہ جسکی ایک پیشگوئی بھی جھوٹی ثابت ہو جاوے۔ اس سے اسکی ساری پیشگوئیاں خاک میں ملجاتی ہیں۔ وہ شیطان اور کذاب ہے۔ خبیث روح کا اس سے تعلق ہے۔ وہ مردہ اور ہلاک شدہ ہے۔ ایسکے مخالف جسکے خلاف اس کی پیشگوئیاں غلط جایئں سچے اور مظفر و منصور اور مقبول و برگزیدہ ہیں۔ فھو المراد۔

اے نورالدین آپ کی جماعت خواہ کتنا ہی شہدا پن میرے خلاف کرے مجھے انکی بدزبانیوں سے کبھی آپ پر غصہ نہیں آتا۔ [illegible]

وزرا حزی۔ میں آپکی زندگی غنیمت سمجھتا ہوں کیونکہ آپ ان کو توحید اور اخلاق کی تعلیم دیتے رہتے ہیں اور قرآن سکھاتے ہیں زہد و تقوی کا عملی نمونہ ہیں بلا اجرت اور بلا طمع خدمت دین کر رہے ہیں۔ ہاں مرزا کی نسبت آپ بیشک سخت غلطی پر ہیں اور آپ پر اس کی دھمکیوں کا رعب بیٹھا ہوا ہے۔ پس آپ معذور اور قابل معافی ہیں۔ والسلام

آپکا خیرخواہ صادق عبدالحکیم خان پٹیالہ ۲۰ جنوری سنہ ۱۹۱۱ء

اس خط میں جن الفاظ کو میں نے موٹا (جلی) کر دیا ہے۔ وہ ناظرین کی توجہ کرنے کے محتاج ہیں۔ اب میں اس خط پر مختصر سا تنقیدی ریمارک کرتا ہوں۔ اوّل تو یہ سردیا بھی مرتد کی غلطی ہے تا وقتیکہ وہ قادیان میں نہ آوے اور اسے پورا نہ کرے۔ مرتد کا یہ کہنا۔ کہ پیشگوئی حضرت خلیفۃ المسیح کے متعلق عمدگی سے پوری ہوئی۔ اس کی کم عقلی بلکہ بے حیائی کی دلیل ہے اور اسکے قرآن کریم سے ناواقف ہونے کا نشان۔ قرآن مجید میں تو صاف لکھا ہے اذا جاء اجلھم لا یستقدمون ساعۃ ولا یستاخرون۔ مگر یہ نادان لکھے جاتا ہے کہ ۱۱ جنوری کو موت یقینی تھی۔ اور باوجود حضرت خلیفۃ المسیح کے زندہ ہونے کے پوری ہو گئی۔ اب

مسلمانو! ذرا انصاف سے کہیو کہ یہ

ڈاکٹر کی دانشمندی اور قرآن دانی اور تعلق باللہ کا ثبوت ہے۔ یا سفاہت عقل کا نشان؟ پھر ایک طرف تو مرتد یہ اقرار کرتا ہے کہ یہ پیشگوئی عمدگی سے پوری ہوئی اور دوسری طرف یہ بھی کہتا کہ "میں خواہ جھوٹا ہی ثابت ہو گیا سہی مگر میرا مشن پورا ہو گیا" اسی پیشگوئی کی بنا پر اپنے آپکو جھوٹا بھی تسلیم کرتا ہے اور صراحتہً بلا تاویل اپنی پیشگوئی کا غلط جانا مانتا ہے اس پر بھی اگر کوئی دوسرا اسے جھوٹا کہتا ہے۔ تو اسے شہدا قرار دیتا ہے۔ اگر عبدالحکیم کو جھوٹا کہنا شہدہ پن ہے تو وہ اپنے مُنہ سے آپ شہدہ بن جاتا ہے۔ جبکہ تسلیم کرتا ہے کہ وہ جھوٹا ثابت ہو گیا۔ اور میں نہیں سمجھتا کہ کانے دجال نے جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بے حد گالیاں دیں تو معلوم نہیں اسکی نجابت اور شرافت کہاں چلی گئی تھی۔ بالآخر عبدالحکیم کی وہ رائے بھی قابل غور ہے جو حضرت خلیفۃ المسیح کے متعلق اپنے خط کے آخر میں ظاہر کی ہے ہم کو اس منافقانہ چال کی کچھ بھی خوشی نہیں۔ البتہ یہ رائے

اس پر اتمام حجّت ہے

جس باوجود کو تم تقوی اور زھد کا عملی نمونہ مانتے ہو پھر اسکی صحبت میں آ کر فائدہ نہ اُٹھانا یہ کیسی محرومی اور بدنصیبی کی بات ہے۔ اور پھر جو شخص تقوی کا عملی نمونہ ہو۔ کیا وہ کبھی جھوٹ بھی بول سکتا ہے اور مخلوق سے ڈر سکتا ہے؟ ہرگز نہیں کسی کی دھمکی میں آ جانا ایسے لوگوں کا کام نہیں ہوا کرتا۔ جو زہد و تقوی کا عملی نمونہ ہوں وہ خدا ہی سے ڈرتے ہیں اور خدا ہی سے پیار کرتے ہیں۔ دنیا میں کوئی چیز ان کی محبوب نہیں ہو سکتی۔ مگر ہاں جس سے اللہ تعالیٰ محبت کرنیکا حکم دے۔ پس اگر تم تقوی کی حقیقت سے واقف ہو تو یہ کہنا سراسر فضول ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح کے قلب پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دھمکیوں کا رعب بیٹھا ہوا ہے۔ او! نادان! کیا تجھے معلوم نہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تو حضرت خلافت مآب کو اپنے اخص احباب میں سے سب کا سرتاج مانتے تھے۔ اور آپ کے خلاف تو کبھی کوئی پیشگوئی بھی نہیں ہوئی۔ جو اس کا رعب ہوتا۔ فلدرق کا بیٹا اگر اس طرح رعب میں آ سکتا تو چاہیئے تھا کہ وہ

تیرا مرید ہو جاتا

جسنے دھمکی دی۔ مگر تو جانتا ہے۔ کہ تیری اس دھمکی کی ذرا بھی پرواہ نہیں وہ شخص جو اپنی زندگی اور موت پر اللہ تعالیٰ ہی کے تصرف کو محسوس کرتا ہے۔ اسے کسی اور کا رعب ہی کیا ہو سکتا ہے؟ اور پھر تیرا یہ خیال نہایت ہی بیہودہ اور باطل ہے کہ وہ رعب ایسا غالب ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد بھی غالب ہے! مرتد!

کچھ ہوش کر کے عذر سناوگے یا نہیں؟

سُن! اس رعب کی میں تجھے حقیقت بتاتا ہوں۔ یہ وہی رعب ہے جسنے فاروق اعظم رضؓ جیسے جری اور شجاع انسان کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے سر جھکانے پر مجبور کیا تھا۔ اور یہ رعب حق کا رعب تھا۔ نہ کچھ اور۔ اور آج بھی فاروق اعظم کا بیٹا

محض حق کے سامنے سر جھکاتا ہے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس حق تھا اور وہ خدا سے تھا اس لئے زہد و تقویٰ کے عملی نمونے نورالدین (ایدہ اللہ بنصرہ) نے اپنا سر جھکا دیا اور اسلمت لرب العلمین کہہ کر مسیح موعود کے ساتھ ہو لیا۔ جس شخص کو تم مانتے ہو کہ وہ بلا اجرت و بلا طمع خدمت دین کرتا ہے۔ پھر کونسی بات ہو سکتی ہے جو اس کو حق کے قبول کرنے سے روکے۔ مرتد! سن! اور غور سے سن! تو اپنی ان باتوں پر مکرر غور کر اور میرے بیان سے ناراض مت ہو۔ میں تو تیرا بھی خیرخواہ ہوں۔ تو نورالدین کی زندگی کو عملی رنگ میں غنیمت سمجھ اور اس کے حضور آ کر توبہ کر۔ تا کریم و رحیم رب تیری غلطیوں پر تجھے معاف کرے۔ میں اس سے زیادہ اور کچھ کہنا نہیں چاہتا۔ کہ خدا تجھ پر ہدایت کے دروازوں کو کھولدے۔ اور یہ اس صورت میں ممکن ہے کہ تو توبہ کرے اور اپنے نفس کی چادر سے نکل آ۔ تکبر اور رعونت کو چھوڑ دے مسکینی اور غربت کو اختیار کر کیونکہ مسکینوں پر رحم کیا جاتا ہے اور متکبروں کو اس کی درگاہ سے رد کر دیا جاتا ہے۔ تو ابلیس سے زیادہ متکبر نہیں ہو سکتا۔ اور بلعم سے زیادہ خداشناسی کا مدعی نہیں بن سکتا سو دیکھ انکا انجام کیا ہوا۔ خدا کے ماموروں کی مخالفت اور تکبر اہل عبادت کو بھی شیطان کر دیتی ہے۔

خدا خود قصہ شیطان بیاں کرد است تا دانند
کہ این نخوت کند ابلیس اہل عبادت را

پس تو پہلے علم بن تا تجھ پر علم کے دروازے کھولے جاویں فروتنی اختیار کر تا تو خاک مذلت سے اٹھایا جاوے۔ وہ مکاشفات جو تو خدا کے برگزیدہ بندے مسیح موعود کے لئے دیکھتا رہا وہ تیری ہی حالت کا نقشہ ہیں۔ تو خودشناسی کے مراحل سے بیخبر ہے اس معرفت کو نورالدین کے قدموں میں آ کر حاصل کر اگر سعادت کا کوئی ذرّہ تیرے دل میں ہے۔ ورنہ تیری مخالفت کیا۔ اس سلسلہ حقہ سے بڑے بڑے سرکشوں۔ اور متکبروں نے مقابلہ کیا اور آخر ذلت کی موت مر گئے۔ چاہیئے کہ تو ان کے حال سے عبرت حاصل کرے۔

یاد رکھ یہ دن پھر نہ ملیں گے!

در یاب گر عاقلی بشتاب گر صاحب دلی۔
شاید کہ نتواں یافتن دیگر چنیں ایّام را

سرپرستان الحکم چندہ بھیجکر الحکم کی اعانت کریں۔

(ایڈیٹر)

نشانات مرزا

امرتسری منکر کے رسالہ الہامات مرزا کے جواب کا اعلان ہوتے ہی احباب نے مسرت آمیز اور حوصلہ افزا خطوط لکھنے شروع کئے ہیں۔ شیخ ہاشم علی صاحب خدا کے سلسلہ نے بڑے جوش سے خط لکھا ہے۔ ان کے علاوہ اور بھی احباب ہر طرح سے مدد دینے کے لئے لکھ رہے ہیں۔ میری رائے میں یہ کتاب مفت تقسیم ہونی چاہیئے۔ اگر ایک سو احباب ایسے نکل آئیں۔ جو اس کی دس دس جلدیں لیکر مفت تقسیم کرنیکا وعدہ کریں۔ تو ایک ہزار کاپی مفت شایع ہو سکتی ہے میں نے سردست دو ہزار کاپیاں اس رسالہ کی چھاپنے کا ارادہ کیا ہے۔ اور میں خدا کے فضل سے یقین رکھتا ہوں کہ یہ رسالہ آخر فروری ۱۹۱۰ء تک انشاء اللہ العزیز شایع ہو جائیگا۔ جو لوگ مفت تقسیم کے لئے تیار ہوں۔ وہ اپنے ناموں سے اطلاع دیں۔ کوئی رقم اس مقصد کے لئے سردست میرے پاس نہ بھیجی جاوے۔ بلکہ جو وقت کتاب نصف کے قریب پریس میں جا چکے گی اس وقت میں انشاء اللہ العزیز اعلان کردوں گا۔ اب صرف درخواستیں بھیجنی چاہیں "

قرآن اور قرآن کی تلاوت!

وہ نور ایمان ہے۔ تو یہ راحت جان ہے!! عرفان حقیقی کی روشنی دنیا میں قرآن سے پھیلی۔ اور قرآن کی تلاوت سے انسان کو حقیقی راحت وتسکین حاصل ہوئی۔ قرآن ہی کی برکت سے ریگستان عرب کا ایک ایک ذرّہ جلالت قدر کے آسمان کا آفتاب و ماہتاب بنا۔ اور قرآن ہی کی تہذیب نے گری ہوئی قوموں کو دنیا میں سربلند کیا۔ قرآن فیض کا وہ چشمہ صافی ہے جو ہر ایک کی پیاس بجھاتا ہے۔ قرآن وہ گنجینہ جاوید ہے جس تک پہونچنے کے بعد کوئی بھی محروم اور نامراد نہیں رہتا۔ قرآن خدا کے فضل اور رحمت کا وہ درخشاں آفتاب ہے جو ایک تاجدار کے محل کو بھی روشنی دیتا ہے اور ایک غریب حقیر انسان کے جھونپڑے پر بھی چمکتا ہے۔ کوئی نہیں ہے جو قرآن کی نگاہ میں سایل بنکر پیش ہوا ہو۔ اور دولت معارف سے مالا مال نہ ہوا ہو۔ قرآن زندہ ہے۔ اور زندہ رہیگا۔ تیرہ سو اٹھائیس برس ہوئے کہ فاران کی چوٹیاں اس آفتاب سے منور ہوئیں اب ایشیا۔ افریقہ۔ اور یورپ اس روشنی سے جگمگا رہے ہیں۔ مسلمانو! حیف ہے! کہ یہ لازوال دولت تم میں موجود ہو اور پھر بھی تمہاری زبانوں پر محرومی قسمت کی فریاد ہو۔ آؤ! در رحمت کھلا ہوا ہے۔ اور اس ابر رحمت کا سایہ اب بھی اس مردہ زمین کے زندہ و ارشاداب بنانے کو موجود ہے۔ صبح قرآن کو پڑھو سمجھو۔ اور شام کو غور کرو کہ تلاوت قرآن کے کیا نتایج تم نے اس روز اپنی عملی زندگی میں پیدا کئے۔ سمجھو کہ قرآن کیا کہہ رہا ہے۔ اور کوشش کرو۔ کہ تم قرآن کے سچے فرزند بن جاؤ۔ قرآن کا ایک جملہ حقایق و معارف کا ایک ایک سمندر ہے۔ سنو! خدا کا رحم اور فضل اب بھی تمہارے واسطے موجود ہے۔ اسلام کا اب بھی تم پر پیار آتا ہے۔ اور مدینہ کے سبز گنبد والے ایوان میں تمہارے لئے اب بھی انعام فضل اور محبت کے سامان ہیں۔ لیکن جسطرح قرآن تمہارا ہے اسی طرح تم قرآن کے بنو!!

(راقم عبدالسلام از دہلی۔ فاروقی پریس)

ریویو

جری اللہ فی حلل الانبیاء امام و مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصنیف براہین احمدیہ جلد پنجم میں سے ایک عالی اور افضل نظم جسمیں بہت سی پیشگوئیاں ہیں محمد یسین و محمد یمین سہارنپوری نے عمدہ سفید سے کاغذ پر چھپوا کر خوبصورت کتاب شایع کیا ہے۔

قیمت فی جلد ۱؎ اور ۲۰ جلد کا ایک روپیہ۔

ملنے کا پتہ قادیان دارالامان محمد یسین و محمد یمین مہاجر سے مل سکتی ہے

پانچ روپے سے دو لاکھ روپے کس طرح ہو گئے؟

یہ کل کی بات ہے کہ میں ایک معمولی حیثیت کا انسان گنا جاتا تھا۔ آج ان سطروں کے پڑھنے والوں کے سامنے صرف ایک مفید ایجاد سے دس ہزار نہیں پچاس ہزار نہیں بلکہ پورے دو لاکھ روپے کی جائداد کا بلا شراکت غیرے مالک و مختار ہوں۔ میری کامیابی کا راز روح حیات کی ایجاد ہے۔ چند سال ہوئے کہ میں نے پانچ روپے کے سرمایہ سے روح حیات کی تجارت شروع کی تھی اور آج تک دس لاکھ روپے کی فروخت ہو چکی ہے۔ جس شخص نے ایک دفعہ میری اس ایجاد کا استعمال کیا ہے وہ تمام عمر کے واسطے روح حیات کا جھم استعمال کرتا ہے۔ دما جیدریٹی کمشنر بہادر لاہور میری یوم کی آمدنی ۸۸۳ روپے تصدیق کرتے ہیں اس سے صاف ظاہر ہے کہ جب تک کوئی دوائی شرطیہ مفید نہ ہو اسکی اسقدر کثرت سے بکری ناممکن ہے۔ بقول حضرت داغ دہلوی کے گردہ شخص بڑا ہی بدنصیب ہے جو آج تک روح حیات کے مجرب فوائد اور شرطیہ نتائج سے محروم رہا ہے سنیئے روح حیات کیا چیز ہے؟ روح حیات میں وہ طاقت بھری ہے کہ ہاتھی اور شیر کا مقابلہ اس کے پینے والے کو آسان ہے۔ کیا آپ نے نہیں سنا کہ جناب ڈاکٹر معصری بی صاحب بہادر لفٹنٹ سرجن انڈین میڈیکل سروس حضور شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم اور گورنمنٹ انگلشیہ کے معزز عہدہ داروں وغیرہ احباب نے روح حیات کو طاقت میں بے نظیر مانا ہے۔ روح حیات رگ و ریشہ میں تحریک دیکر پٹھوں کے گودے یا فاسفورس کو چمکا کر خون صالح پیدا کرکے اعصاب کی سستی کو اپنی بجلی کی لاگ سے جاتی رہے بند کرکے ہر انسان کو صحیح و تندرست بنا دیتا ہے کہ پھر جوانی زمانہ اگر تلوارین بھی ماریں تو نہیں ہٹ ہو کر بے آب ہو جاویں۔ ہندوستان مانگستان اور ممالک غیر کے بہترین اور مانے ہوئے ڈاکٹروں میڈیکل کالج کے لیکچراروں۔ معزز عہدہ داران سلطنت کے سرٹیفکیٹوں اور باوجود امتیاز زمانہ مدت کے استعمال ہونے پر بھی دن بدن ترقی کرتی ہوئی مانگ اور ۸۸۳ روپے کی روح حیات کی تین دن کی بکری سے کرن ہے جو یہ نتیجہ نہ نکلنے کہ روح حیات اس وقت انسان کی دوبارہ زندگی کے لئے لاثانی دوا نہیں ہے۔ بچپن کے زمانہ یا جوانی کی بے پرواہ عالتیں یا جہب اعتدالیوں یا خلاف قاعدہ قدرت عال ہونے سے جو لوگ امراض کمزوری اعصاب پیدا کرکے دنیا کی تمام لذتوں سے محروم ہو بیٹھے ہوں ان کے لئے روح حیات تریاق کا ل ہے بہدف دوا ہے یہ نہ صرف دوا ہی ہے۔ بلکہ اعصاب کی ایک طاقت افزا غذا ہے یا یہ وہ مقوی روح ہے جو دو روز میں ہی قوت رجولیت کو بڑھانا شروع کر دیتا ہے۔ چہرے پر رونق و آبداری حاصل ہوتی ہے۔ قوت باہ عالت طبعی پر آ جاتی ہے دیگر امراض جو کثرت نواحشات اور طفولیت کی ناز یبا حرکات سے لاحق ہو گئی ہوں۔ ان کے دفعیہ کے لئے روح حیات اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ نامردی ضعف باہ۔ ضعف مثانہ۔ جریان۔ سرعت۔ رقت۔ ضعف اعصاب۔ ضعف معدہ ضعف دماغ۔ ضعف جگر۔ ذیابیطس۔ اور اختلاج قلب کیواسطے روح حیات بمنزلہ تریاق ہے۔ جیسا کہ کمزوری۔ لاغری۔ بے رونقی۔ اور زردی چہرہ کے لئے اگرایسے تمام مقوی دواؤں پر ترجیح دیجائے تو بجا ہے۔ حلق سے اترتے ہی اس کا اثر خاص ان اعصاب پر پڑتا ہے جن پر قوت باہ کا مدار ہے۔ بزدل کو جوانمرد۔ جوان کو ممتاز۔ اور بوڑھے کو صاحب کار بنانا اسی روح کا کام ہے اس کے استعمال سے علی العموم اولاد نرینہ پیدا ہوتی ہے۔ روح حیات کی حیرت انگیز شہرت اور کثرت خریداری کو دیکھ کر لوگ مجھ کو کیمیاگر کے نام سے پکارتے ہیں۔ قیمت فی شیشی روح حیات دو روپیہ آٹھ آنہ (ع۲) روح حیات کے علاوہ ایک اور عجیب الاثر دوائی۔ روغن دافع سستی۔ موجود ہے۔ جو صرف بیرونی استعمال سے مردہ اعصاب کو زندہ کرتا ہے۔ رگوں پٹھوں کی سستی۔ اور لاغری بے رونقی وغیرہ دور ہو کر سوز طاقت بحال ہو جاتی ہے۔ مایوس مریضان نامردی کو مرد کامل بناتا ہے اور لطف یہ کہ پھر عمر بھر کسی اور دوائی کی استعمال کی ضرورت نہیں رہتی۔ قیمت روغن دافع سستی شیشی کلاں چار روپے۔ چار آنہ (للعہ) شیشی خورد دو روپیہ دو آنہ (۲؍)

یہ دو دوائیں۔ حکیم محمد شریف آئی ڈاکٹر کیمیاگر پروپرائیٹر شفاخانہ عام لاہور سے طلب کریں +

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری مضمونوں کی تیزی طراری مریضوں کی آہ و زاری آجکل وہ سماں دکھا رہی ہے کہ الاماں۔ لیکن ہمارا کام صرف باتوں سے نہیں چلتا ہم پہلے وہ دوا دیتے ہیں اول آزماؤ پھر منگاؤ۔ بھلا اس میں بھی دھوکا ہے قوائے تناسل کے متعلق ان دنوں تم قسم کی بدکاریوں کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت ہے ہم نے اس مرض کے لئے یہ معجون تیار کی ہے۔ جس کے چند روز کے استعمال سے امراض متعلق قوائے تناسل انشاء اللہ فوراً رفع ہوتے ہیں۔ اور ہر قسم کی شکایت کے لئے انشاء اللہ تعالے مفید ہے ہمارا کام یہ نہ تھا کہ لکھ یاریں کہ جواہرات سے طیار ہوتی ہے اول مفت منگالیجئے پھر اگر فائدہ ہو تو طلب فرمائیے۔ قیمت فی بکس (عہ)

طلا طلسمی پیرانہ سالی کے اثر اور جوانی کی غلط کاریوں سے یہ امر لاحق ہوتے ہیں اور بعض اوقات خودکشی کی نوبت پہنچتی ہے تو اس طلا طلسمی کا ۱۰۰ بار میں اور معجون طلسمی کھائیں انشاء اللہ وہ اسکو پائیں قیمت ۶ ماشہ (عا) سرمہ سلیمانی آنکھوں کی کل بیماریوں کو رفع کرنیوالا اور قوت بصارت بڑھانیوالا قیمت فی تولہ (۱۰ر) منجن دندان دانتوں کی کل بیماریوں کو رفع کرنیوالا۔ دانت مثل گوہر آبدار بنانا اسی منجن کا کام ہے قیمت فی بکس ۸ر

المشتہر: حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ بلبگڈھ ضلع دہلی

کلکتہ کے مشہور ڈاکٹر ایس کے برمن کی بنائی ہوئی۔

فصلی بخار۔ اور طحال کی دواء

یہ دوا پچیس برسوں سے سارے ہندوستان میں استعمال کی جاتی ہے۔ اگر آپ بخار میں مبتلا ہوں اور ہر قسم کے علاج کر کے تھک گئے ہوں۔ تو اس مجرب دوا کو ایک مرتبہ ضرور منگا کر آزمائش کیجئے۔ اس دوا میں چند فائدے لاجواب ہیں۔ یہ ملیریا کے کیڑوں کو مارتی ہے اس لئے اس کی چار یا پانچ خوراک پیتے ہی بخار کا آنا بند ہو جاتا ہے یہ خون کو گاڑھا کرتی ہے۔ اور اس کی خرابیوں کو مٹاتی ہے اور تلی کو گھلاتی ہے۔

قیمت بڑی شیشی چودہ آنہ (۱۴) محصولڈاک دو شیشی (۸ر)
قیمت چھوٹی شیشی آٹھ آنہ (۸ر) محصولڈاک دو شیشی (۶ر)

داد کا مجرب مرہم

ایک مرتبہ کے لگانے سے کھجلی اچھی ہو جاتی ہے۔ دو تین مرتبہ کے لگانے سے ایک دم اچھا ہو جاتا ہے۔
قیمت فی ڈبیہ چار آنہ (۴ر)
محصولڈاک ایک شیشی سے ۶ شیشی تک ۵ر بارہ ڈبیہ ۶ر

المشتہر ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ و ۶ تاراچند دت سٹریٹ کلکتہ

الفضل احمدیہ پریس قادیان باہتمام شیخ یعقوب علی تراب مالک ایڈیٹر و پرنٹر و پبلشر چھپکر شایع ہوا۔